AR
229

ISRAR - I - `ISHQ-

VOL. I

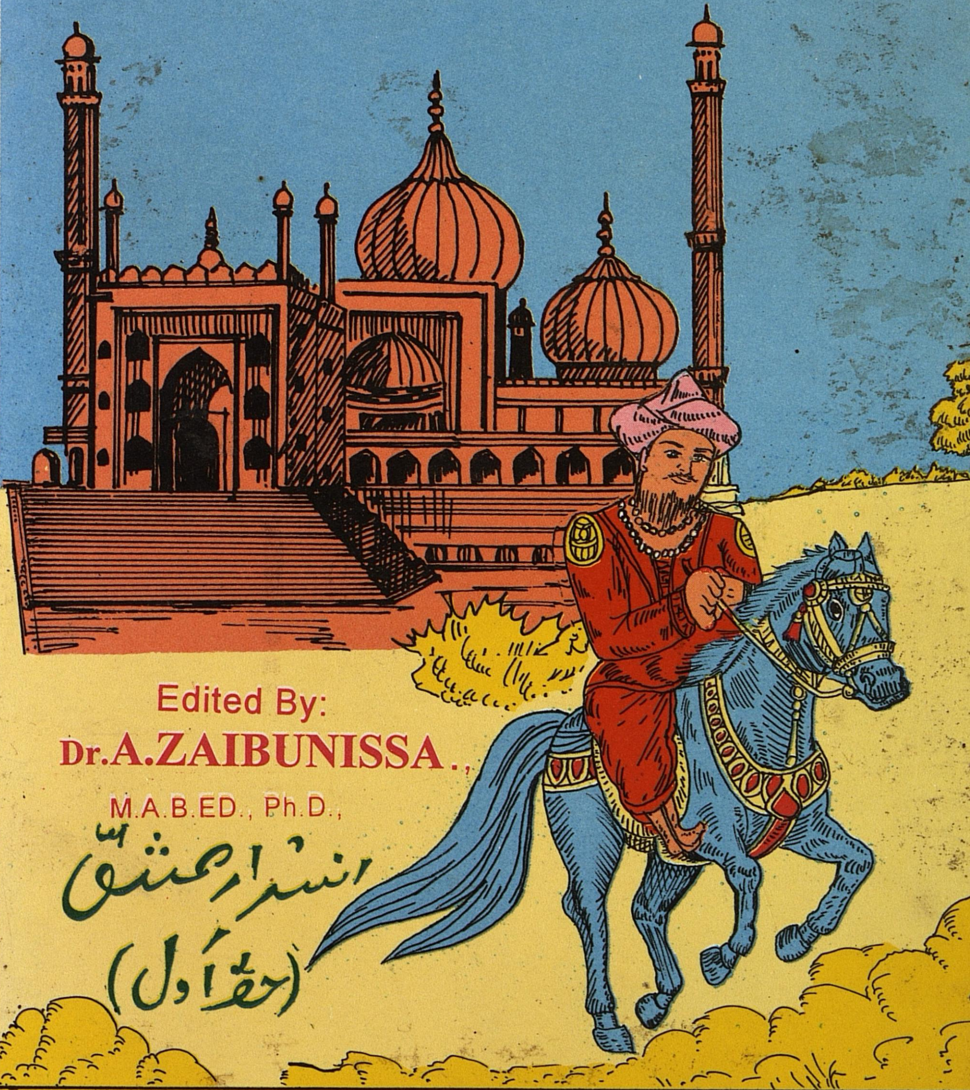

Edited By:
Dr. A. ZAIBUNISSA.,
M.A.B.ED., Ph.D.,

اسرار عشق
(حصۂ اول)

GEN. EDITOR
NATANA KASINATHAN, M.A.

ISRAR-I-'ISHQ

Vol-I

Editor

Dr. A. Zaibunissa, M.A.,B.Ed.,Ph.D.,

General Editor

Natana Kasinathan M.A.

Government Oriental Manuscripts Series, No.67

ISRAR-I-'ISHQ

Edited by
Dr.A. Zaibunissa, M.A.,B.Ed.,Ph.D.,
Urdu Pandit
Government Oriental Manuscripts Library, Madras-5.

General Editor
Natana. Kasinathan, M.A.,
Director of Archaeology
Madras-113.

Price: Rs. 56/-

©

Government Oriental Manuscripts Library, Madras-5
1995

ISRAR-E-'ISHQ

INTRODUCTION

This edition is an interesting story of Aqil and Nazarband, the two members of the royal family of Rome. The date of composition of the present work is 1225 A.H.

The author of this poetical work, Gulam Hussain Mohammed of Arcot completed this work in 1225 A.H.

The Mathnawi contains many Ghazals of the poet both in persian and Urdu. It consists of five thousand and four hundred line.

The copy of this work is dated Rabi-al-awwal, A.H.1322. The name of the scribe is Ghulam Jilani.

This poem gives us a picture of the life, civilization and culture, with its noble and lofty ideals, notions and aspirations, prevailing during this period.

The names of **Mr.S.P.Ilangovan** I.A.S., and **R.Christodass Gandhi** I.A.S., should be remembered now.

My thanks are due to the Curator, **Dr.S.Soundarapandian,** who has taken sincere efforts to bring it in print. I also thank **Mrs.Dr.A.Zaibunissa,** who is responsible for preparing the press-copy.

Natana. Kasinathan
Director of Archaeology

PREFACE

Oriental manuscripts Library preserves a huge collection of Manuscripts in several languages as Sanskrit, Tamil, Telugu, Marathi, Urdu, Persian and Arabic.

This edition is based on a single paper manuscript describe under D.No. 80 UMs. available in the Govt. Oriental Manuscripts Library, Madras. The date of transcription of this work is 1322 A.H. This poem gives us a picture of the life and culture prevailing during this period.

My thanks are due to the former Tamil Development Secretary **Mr.S.P.Ilangovan I.A.S.,** and present Secretary **Mr.R.Christodass Gandhi I.A.S.,** who showed their keen interest in bringing out our library publications. My thanks are also extended to the Director of Archaeology, Natana Kasinathan and **Dr.A.Zaibunissa** who prepared the press copy.

Dr.S.Soundarapandian,
M.A.(Tamil), M.A.(Eng), B.Ed., Dip (Skt), Ph.D.,
Curator
G.O.M.L., Madras - 5.

PALMLEAVES AND COINS

Dr.S.Soundarapandian,
M.A.(Tamil), M.A.(Eng), B.Ed., Dip (Skt), Ph.D.,
Curator
G.O.M.L., Madras - 5.

It is amazing when we come to know that there is a relationship between palmleaf manuscripts and old coins.

In the course of cataloguing the palmleaf manuscripts in Govt. Oriental Manuscripts Library sometime in 1992, we happened to look at coins tied at the tip of the white thread coiled around leaf bundles.

This they had done to keep the thread above the hole of the wooden plank as shown in fig.1.

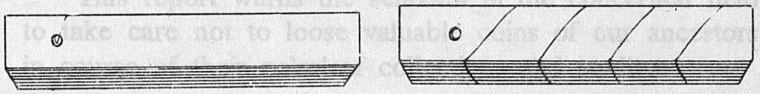

Let us describe here two valuable old copper coins discovered in the above noted manner.

COIN 1:

Value of the coin was 4 pie. It had been issued in 1794 A.D. during the reign of Mohammed Alikhan, Nawab of Arcot (Tamilnadu).

Actual details of this round copper coin:

Obverse:

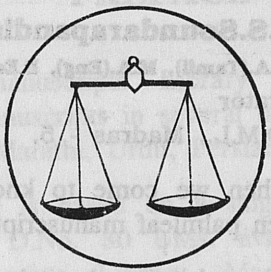

At the bottom of the balance is written, 'Justice' in Arab.
Diameter of Coin: 1.9 cms

Reverse:

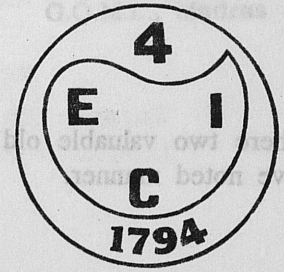

COIN 2:

Value of this round copper coin was one pie. This had been issued in 1838 A.D. during the reign of Azimja Sirajul Umera Bahadur, Nawab of Arcot (Tamilnadu). Actual details:-

Obverse:

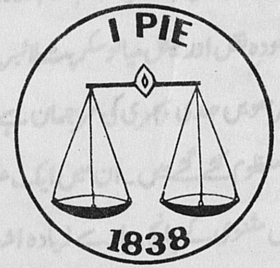

On reverse, nothing could be identified.

This report warns the scholars in the concerned field to take care not to loose valuable coins of our ancestors in course of their palmleaf collections and studies.

اسرارِ عشق

مصنف :

محمد حسین آرکاٹی

ترتیب و مقدمہ :

ڈاکٹر زیب النساء ایم ۔اے ۔بی ۔ایڈ ۔پی ۔ایچ ۔ڈی

دیباچہ

کتاب "اسرار عشق" غلام حسین محمد کی تصنیف ہے ۔ یہ مثنوی 1222ھ میں لکھی گئی ۔ غزلیں فارسی اور اردو میں لکھی گئی ہیں ۔ کاتب کا نام غلام جیلانی ہے ۔ اس مخطوطہ کی کتابت ۱۳۲۲ھ میں کی گئی ہے ۔ موجودہ نقل اورینٹل میانوسکرپٹ لائبریری میں ۔ محفوظ ہے ۔ مصنف کی زبان اور اندازِ بیان تیرھویں صدی ہجری کی ترجمان ہے ۔ مختلف حالات اور واردات عشق دکنی زبان اردو میں منظوم کئے گئے ہیں ۔ ان میں ایک عشقیہ داستان نظمائی گئی ہے ۔ یہ قدیم طرز کی حامل ہے ۔ اس مثنوی کے پانچ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں ۔ ترتیب اور تصحیح کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس کتاب کی طباعت کے لئے میں ٹمل ناڈو گورنمنٹ کی تہہ دل سے مشکور ہوں ۔

ڈاکٹر زیب النساء ایم ۔اے ۔بی ۔ایڈ ۔پی ۔ایچ ۔ڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع میں کیا ہوں بنام کریم ‌ کہ وہ ہیگا[1] بیشک علی العظیم

وہ واحد ہے یکتا وہ خلاق ہے ‌ وہ معبود بر حق وہ رزاق ہے

رسانندۂ روزی بندگان ‌ کشایندہ کار واماندگان

وہ ہیگا کریم اور وہ ہے رحیم ‌ وہیگا قدیم اور ہے وہ حکیم

وہ ہے بادشاہ زمین وزمان ‌ وہ سب اپنے بندوں پہ ہے مہربان

وہی ہے علی کل شئی قدیر ‌ نہیں کوئی اس سا وہ ہے بے نظیر

وہ ستار ہیگا وہ غفار ہے ‌ وہ قدوس و مومن وہ جبار ہے

وہی ہیگا قادر وہی بے نیاز ‌ وہ سب اپنے بندوں کا ہے کارساز

زوال اس کو نہیں ہے وہ ایسا ہے شاہ ‌ بھانہ[2] طلب بہر عفو گناہ

عجب ہیگا وہ اکرم الاکرمین ‌ عجب ہیگا وہ ارحم الراحمین

عجب مالک الملک ہے لاشریک ‌ کہیں ہے نہیں ہیگا اس کا شریک

وہ اللہ ہیگا رحیم و حلیم ‌ وہ بھیجا نبیوں کو ز[3] لطف عمیم

۱۔ ہیگا-ہوگا   ۲۔ بھانہ بہانہ   ۳۔ زسے

در نعت حضرت محمد مصطفے سلطان انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بنیو نمیں ہے خاتم محمد نبی ‌ دیا اپنے حق نعمت اس کو سبھی

دیا ہے نعمت حق جہاں پر تمام ‌ دیا اسکیئں[1] رب نے عالی مقام

یقین وہ عرب ہے بلا عین کا ‌ بلاشک وہ جد ہیگا[2] حسنین کا

وہ احمد بلا میم کا ہے یقین ‌ ہے سب سبلین اسکے خدمت گرین

وہ سالار ہے انبیا کا تمام ‌ علیہ الصلواہ وعلیہ السلام

کیا حق اسے شاہ کونین اُسے ‌ کہ ہے رتبۂ قاب و قوسین او سے

عجب اوسکو پیدا کیا ہے کریم ‌ وہیگا مجسم ز خلق عظیم

محمد بعز و بقدر و بجا ‌ بردن از تصور چو ذات الہ

ہزاران[3] درودان ہزارن سلام ‌ زمان بر محمد علیہ السلام

کہ ہر آل پاکش ہزار آفرین ‌ کہ ہم طیبین از ہم طاہرین

کہاں ثنا اُسکی میں کر سکوں ‌ یھی[4] شکر حق ہے جو امت میں ہوں

۱۔ سکئیں اسکی تیئیں   ۲۔ ہیگا ہوگا   ۳۔ ہزاران ہزارہا   ۴۔ یھی یہی

در مدح حضرت سید اصفیا وصی خاتم انبیا حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ

محمد کے بعد از علی کی ثنا
سزاوار ہیں سب انہیں کے ثنا

علی ہیگا[1] بیشک وصی رسول
کہ ہے داماد اور اخی[2] رسول

بحق جانشین رسول خدا
دیا رب نے اس کو تو یہہ مرتبا[3]

امیر عرب جفت پاک تبول
کہ از تیغ او کفر راشد نزول

کہ نفس نبی خواند اور اخدا
کہ او فضل است از ہمہ انبیا

محمد نبی کو علی سا وصی
نہ ایسا نبی کہیں نہ ایسا وصی

نماز اوسکی تا کہیں نہ ہوے قفا
یا رب نے خورشید کتیش[4] پھرا

نفاق علی میکند دل سیاہ
بر د منکرش کافر شراژ خواہ

محبت علی کو خوش آیئن ہے
عدوے علی خائن[5] دین ہے

مجھے کب زبان ہے جو بولوں ثنا
میں اس کا غلام ہوں وہ ہے بادشاہ

در مدح حضرت سیدۃ النساء العالمین بضعۃ منی حضرت فاطمہ الزہرا۔

---

١ ۔ ہیگا ہوگا   ٢ ۔ اخی بھائی   ٣ ۔ مرتبا مرتبہ   ۴ ۔ کتیش کی تھیں   ۵ ۔ خائن خیانت کرنے والا

بتول العذرا صلوات اللہ علیہا و علی در مبینا

کھوں[1] بعد اوسکے ثنائے بتول
کہ بے شک ہے وہ نور چشم بتول

اوسے بضعۃ منی کا ہے خطاب
خدا دوست اوسکا نبی اسکا باب[2]

اوسے زوج شاہ مردان علی
پسر اوسکے حسنین حق کے ولی

یہاں فاطمہ جس ستی[3] شاد ہے
سدا دونوں جگمین وہ آباد ہے

سنو فاطمہ جس سے بیزار ہے
جہنم اوسی کو سزاوار ہے

خدا و نبی اس پہ ہے در غضب
تعتین ہیگا وہ کافر بے ادب

بود بس تعین مودیٔ فاطمہ عنہا
سزاوار آن دوزخ فاطمہ عنہا

مجھے اسکی تعریف کو نین زبان
خدا و نبی اسکے ہیں مدح خوان

در مدح یازدہ پیشوایانِ دین متین یعنے حضرت آیمہ معصوم مین علیہم الصلوات والسلام رضی اللہ عنہ

کہوں رب ثنائے وہ ایک و امام
جنون سے ہوا دین کتیں انتظام

ہمہ جون محمد ہمہ چون علی
ہمہ وارثِ علم دین نبی

جہاں قایم ہے انکے ہی ذات سے
قفا و قدر ان کے ہے ذات سے

نبی کے وصی ہیں یہ گیارا امام
انہو پر درودان[1] انہو نپر سلام

کہ من نام ایشان بیان میکنم
چو بر ہر دو عالم عیان میکنم

حسن ابن حیدر حسین علی
یہہ دونو ہیں بیشک امام ولی

کہ ہے بعد سجاد ابن حسین
بھی باقر ہے سجاد کا نور عین

پچھے اوسکے صادق علیہ السلام
ہے کاظم شہنشاہ عالی مقام

علی ابن موسی رضا بعد ازین
نقی و تقی ہیں شہنشاہ دین

حسن عسکری ہے تقی کا خلف
بھی ہے مہدی دین شہ باشرف

جہاں میں سلامت ہے میرا امام
نبی و علی کا وہ قایم مقام

---

١ ۔ کھون کہوں   ٢ ۔ باب باپ   ٣ ۔ ستی سے   ۴ ۔ ہیگا ہوگا   ۵ نین ہیں   ٦ ۔ معصوم میں معصومین
٧ ۔ جنون جنہوں   ١ ۔ درودان درود کی جمع اوراد   ٢ ۔ پچھے پیچھے

دربیان دعائے خروج حضرت صاحب الزمان صلواہ اللہ الملک المنان

امام زمان محبت کردگار ۔۔۔ فروز ندہ گوہر ہشت وچار
کہ وہ حال غیبت میں ہے شاہدین ۔۔۔ خدا اس کو بھیجیگا وقت معین
جہاں کے طرح اب ہوئی ہے خراب ۔۔۔ اے میرے شہنشاہ آتو شتاب
جہانمیں بہت شور وغل ہے مچا ۔۔۔ محبوں پہ تیرے بہت ہے جفا
تو اپنے قدم سے جہاں پاک کر ۔۔۔ میرے تیئں تیرے پاؤنکی خاک کر
مجھے اپنے ہمراہ رکھ اے امام ۔۔۔ تو میرا ہے مولا میں تیرا غلام
یہ خادم کو تیرے ہے اب آرزو ۔۔۔ میری آرزو برلے آجلد تو

درصفت ازواج مطہرات وصحابہ خاص رضی اللہ عنہم

نبی کے سب ازواج واصحاب پر ۔۔۔ ہزاران[1] سلام ہوجیا حباب پر
نبی پر گئے جب کہ یہ جان فدا ۔۔۔ رضی اللہ عنہم کہا[2] ہے خدا

دربیان مناجات پروردگار گویند

میں بندہ گناہ گار ہوں اے کریم ۔۔۔ مجھے بخش دے اے غفور الرحیم
میں عاجز ہوں مضطر ہوں حیران ہوں ۔۔۔ گناہوں سے اپنے پریشان ہوں
الٰہی منم بندۂ عاصیت ۔۔۔ ہمہ عمرم گشت در معصیت
الٰہی توئی خالق کارساز ۔۔۔ بکن عفو اے قادر بے نیاز
الٰہی کرم کر میرے حال پر ۔۔۔ اس ایام گردش کے جنجال پر
الٰہی بحق حسین وحسن ۔۔۔ بسجاد باقر شہ مومنین
بصادق بکاظم رضا و تقی ۔۔۔ بحق نقی وشہ عسکری
بحق محمد امام زمان ۔۔۔ کہ نامش بود مہدی اور عیان

۱۔ ہزاران ہزاروں ۔۔۔ ۲۔ کہاہا

الٰہی بحق ہمہ انبیاء ۔۔۔ بحق ہمہ اصفیا اولیا
میری فکر آزار کو اے کریم ۔۔۔ دفع کر میرے سے اے میرے حکیم
میرے دل کے قطرات کو رفع کر ۔۔۔ میرے دشمنوں کو تو سب دفع کر
میرے دین ودنیا کے مطلب تمام ۔۔۔ تو بر لا حق نبی وامام
الٰہی دعا کو میرے کر قبول ۔۔۔ بحق رسول بہ آلِ رسول

در تعریف بادشاہ اسلام وامرائے زمان خلد اللہ

اور اسلام کے اب جو ہیں بادشاہ ۔۔۔ سلامت رکھے دوجہان میں سدا
خدا دین احمد کو غالب رکھے ۔۔۔ سبھی خلق کو اس کا طالب رکھے
جو اسلام کے ہیں امیرے زمان ۔۔۔ خدا ان کو جیتے رکھے درجہاں
خدایا سدا انکو تو شاد رکھ ۔۔۔ دونوں جگ میں تو آن کو آباد رکھ
رہے تیز شمشیر انکے مدام ۔۔۔ جو کفار پر تا بروزے قیام
کہ آلِ نبی کے جو ہیں دوستدار ۔۔۔ رہے شاد وخرم میرے کردگار
جہاں میں جو ہے مسلم ومومنین ۔۔۔ سدا رکھ شاد ارحم الراحمین
میرے ماں کتن[1] شاد رکھ اے خدا ۔۔۔ سدا اس کو آباد رکھ اے خدا
تو کر خضر سے عمر اسکی عطا ۔۔۔ بحق محمد رسولِ خدا
میرے اقربا و[2] نپہ نت کر کرم ۔۔۔ کبھی انکتین کو نہ بتلا تو غم
میرے دوستوں کو تو آباد رکھ ۔۔۔ عدو کو سب انکے تو برباد رکھ
جہاں میں جو ہیں کل سبھی مومنین ۔۔۔ کرم سے تو رکھ شاد انکے تیئں
اہنوں کے طرف سے مجھے رکھ تو شاد ۔۔۔ میرے دوجہاں کے تو برلا مراد

۱۔ کتن کے تیئں ۔۔۔ ۲۔ اقربا پر ۔۔۔ ۳۔ ذات تئے

در تضمین ابیات باذل علیہ السلام رضی اللہ عنہ

یہ نخہ میں باذل کے ابیات ہیں / کیا درج اس کو خوشی سات ہیں
وہ بیتان ہے در حملۂ حیدری / ہوئے جس سے باذل کتمین برتری
ہے باذل تو مداح شاہ نجف / جو پایا ہے دو نو جہاں میں شرف

در بیان در سبب تالیف این نسخہ گوید

تفکر میرے دل پہ تھی ایکروز / ہیں پہ نقل ایک سے سنی دلفروز
میرے دل میں آیا ہے اسکو تمام / جو ابیات ہند یمین دیون انتظام
زن و مرد اس سے ہوئیں بھرؔ ور / اسے پڑ کے خوش ہوں مجھ سے مگر
اسی واسطے میں بنایا اسے / سبھی خلق پر اب سنایا اسے
یہ قصہ سے باقی رہے میرا نام / بحق محمد علیہ السلام
ذرا شعر میں میرے ہین راہ نین / کہ اس بات سے سارے آگاہ ہیں
غرض نام اس کا ہے اسرار عشق / شروع اب ہوا یہاں سے طومار عشق

آغاز داستان قصۂ شاہ روم یعنے فیروز شاہ و چونکے احوال گوید

خوشی سے پلا مجھ کو ساقی شراب / کہ تا مین کہوں ایک کہانی شتلبؔ
خوشی سے پلا تو مئی پر خمار / کہ تا میں خوشی سیتی ہوں دلفگار
کہ تھا روم کے ملک میں ایک شاہ / بہت خوبی و خلق کا بادشاہ
سبھی بادشاہ دیویں اسکو خراج / سبھی تاج داروں سے لیتا تھا باج
شجیع اور عادل تھا اور تھا سخی / مصلّی نمازی بڑا متقی
او سے خلق کہتے تھے فیروز شاہ / بہت حسن و خوبی میں تھا چونکہ ماہ
رعیت سپہ اور پیر و جوان / سبھی اسے خوش تھے کہاں و مہاں
سبھی بات سے شاہ دل شاد تھا / مگر ایک غم تھا سو اولاد کا

۱ - بھروسہ - بہرور - مستفید

او سی فکر سے غم میں تھا بادشاہ / کہ مجھ بعد وارث نہیں کوئی میرا
اسیطرح کئے روز گزرے مگر / بھی فکر میں تھا و شام و سحر
سو یکدن شہنشاہ بہت غم ستیؔ / بہت رو کے حق سے مناجات کی
لگا کہنے اے قادر بے نیاز / تجھے سب سکت ہے تو ہے کارساز
میرے پر کرم کر اے میرے کریم / عطا مجھ کو اولاد کر اے رحیم
کیا بے قراری سے جب ان دعا / خدا سے اجابت ہوا مدعا
کئے روز بعد از سنا شہ خبر / کہ شہزادی تو گھر میں ہے بارور
یہ سن کر بہت خوش ہوا بادشاہ / کیا شکر حق اور دگانہ پڑا
دعا وہ فقیروں سے لینے لگا / سبھی مستحقوں کو دینے لگا
غرض نو مہنے گئے جب گزر / کہا شہزادی سے کئے آشکر
میں کہتا ہوں تجویز تیرے سے ایک / چھپا دل میں رکھ سب کومت بول بیک
تولد کے دن کس کو نا کر خبر / ترے پاس ایک دائی رکھ معبرؔ
اگر ہوے دختر تو بولے پسر / میرے تئین پاس ایک دائی رکھ معبرؔ
اگر ہوے دختر تو بولے پسر / میرے تئین کرے کان میں آخبر
اگر ہوئے بیٹا بہت خوب ہے / نہیں تو یہی فکر محبوب ہے

در بیان تولد شدن نظر بند شہزادی فیروز شاہ دختر نہان کردہ مشہور کردو فرزند متولد شدہ خوشی کردن بادشاہ وغیرہ

مجھے ساقیا جلد دے جام بھر / ہوں بیگی دختر کہیں ہیں پسر
مجھے مئے پلا تاکہ میں از خمار / کروں جشن میں عیش کا کاروبار
گئے دن کئے جب اسی فکر میں / اسی گفتگو اور اسی ذکر میں
وو ہیں شاہ کو جا کے بولے خبر / دیا بھیج ایک دائی شہ معبرؔ
بھر ایسا ہوا ہے سنو مجھے یہ / اوٹھا شہزادی کے تیئں درد زہ

۱۔ شتاب جلدی ۲۔ ستی سے

بزان گھر کے اندر گیا بادشاہ
سو پوچھا ہے وین دائی کے پاس جا

کھی دائی بیٹی ہوئی تجھ کو شاہ
یہ ہیگن [2] ہے صورت میں مانند ماہ

غرض شاہ نے دیکھ اسے غش کیا
بہت خوش ہود لمین عش عش کیا

سو وین باہر آ کر منادی کیا
وزیروں کو بلوا کے شادی کیا

سبھی نظران اُکے دئے شاہ کو
کہ بیٹا مبارک شہنشاہ کو

خزانہ سبھی شاہ کھلوا دیا
غریبان فقیران کو دلوا دیا

بخومیوں نے آ زایچہ جو لکھے
سبھی شاہ کتین ہو مبارک کھے

نظر بند رکھا شہزادے کا نام
لگا تربیت کرنے کو صبح شام

وہ بیٹے کی شہرت دی اوسکتین
ہزار ایک سہیکی کیا ہے تعین

سہیلیاں وو ہین اسکے نت کردو پیش
نہ مرد اسکے نزدیک جاوے نہ خویش

وہ کئی دنمین سب علم میں طاق ہوے
ہے شہرت میں یکتائے آفاق ہوی

سنا یہ خبر شاہ اور اسکی ماں
جسے خلق کہتے تھے زیب النسا

بلا اسکے استادوں کو بادشاہ
کیا سب کو جاگیر و منصب دیا

دربیان انتقال فیروز شاہ وزیب النسا بیگم نشاندن اور ابر تخت نظر بند شاہزدے راو نزر دادن ہمہ وزیران وامیران وغیرہ

نظر بند کو جب بھرے سات سال
ہوا اس کے ماں باپ کا انتقال

سو شاہ وقت آخر وزیرو نکتئیں
نصیحت کیا یوں امیرو نکتین

میرے بعد رحلت تمہیں بل تمام
نظر بند کو دیو شاہی کا کام

موافق نصیحت کے سارے وزیر
بجالائے فرمان سارے امیر

نظر بند کتین گئے بادشاہ
سبھی خلق نذران دئے ہیں لے آ

خوشی سے شہر میں منادی کیا
سبھی خلق سن اس کو شادی کیا

نظر بند نے عدل و انصاف سے
کیا نام نیک اپنا اوصاف سے

سخاوت عدالت شجاعت کے سات
لگا سب سے چلتے مراتب کے سات

لگا جاکے ہر روز کرنے شکار
ممالک میں اس کا ہوا اشہار

کہ ہے شاہ فیروز کا ایک پسر
بہت خوبی و عدل سے نامور

اوسے تخت شاہی سزاوار ہے
پدر سے زیادہ وہ ہشیار ہے

خدا دادا اوسے عمر دولت زیاد
لگے کہنے اس طرح ہو خلق شاد

ہمیشہ اسی طرح رہنے لگا
بہت عدل و انصاف کرنے لگا

یہاں تو یہ قصہ کو بالفعل چھوڑ
سوئے شہر مگریاں باگ اپنا موڑ

آغاز داستان شاہ مگرایال وخوبی اونام مسعود شاہ بود احوال

مجھے ساقیا جلد دے بھر کے جام
گزر میرا ہے مگراں پر اب تمام

پلا میرے تئین تو شراب طہور
کہ جس سے ہمیشہ ابلتا ہے نور

تھے مگراں میں ایک صاحب کلاہ
جسے خلق کہتے تھے مسعود شاہ

سبھی اوستی خوش رعیت سپاہ
تھا سب اپنے لوگونکا پشت و پناہ

سبھی ملک اس شاہ سے آباد تھا
کہ سب شاہ ستی خلق دل شاد تھا

تھا مگراں اوس شہر کا خوب نام
گل موتیا گل کا وہاں اژدہام

تھی سب بات سے شاہ کتین خوشی
نہیں تھی سو اولاد تھی ناخوشی

اسی غم سے رہتا تھا وہ دل فگار
گزرتا تھا اس طرح سے روزگار

کئے روز بعد از سنا شہ خبر
کہ رہتا ہے کین ایک صاحب ہنر

فقیر ایک بیگا وہ صاحب کمال
جہاں میں نہیں کوئی اسکی مثال

یہ سن شاہ نے دلمین رکھ اپنے آس
گیا بیگا جلدی ستی اسکے پاس

کہا جاکے احوال اپنا تمام
اونے سنکے بولا کہ اے نیکنام

تجھے ایک دیتا ہے اللہ پسر
بہت عقل و فرہنگ سے بہرہور

دیا شاہ کو ایک مہرا نکال
کہا اسکتین رکھ تو اے خوش خصال

عطا تیرے تیئں جب کرے رب پسر
یہ مہرہ کو تو باندہ بازو اوپر

یہ ہے خاصیت اسکے بندنے میں سن
پچھانیگا وہ جانور کے سخن

یہ سن شاہ خوشحال ہو کر گیا
خوشی سے بہت دلمین بھر کر گیا

اوسی سال شہہ کے ہوئے گھر امید
ہوئی بادشاہ پر پڑی ایک عید

دربیان تولد شدن شاہزادۂ عاقل وخوشی کردن مسعود شاہ

پلاساقیا میرے تئیں جام بھر ، کہ شاہ کو ہوا ہے تولد پسر
گزر گئے ہیں جب نو مہینے تمام ، تولد ہوا شاہ عالی مقام
بہت خوبصورت تھا جوں آفتاب ، کوئی ایک اس کو نہ لاتے تھے تاب
مبارک خبر شاہ نے جب سنا ، بہت ہو کے خوشحال شادی کیا
بخومیان وزیرا امیران تمام ، ہے عارکھے شاہزادیکا نام
وزیران امیران کے سب در حضور ، مبارک کہے اور دئے سب نذر
شہنشاہ اس دن بہت شاد تھا ، شہنشاہ کا گھر اس دن آباد تھا

غرض خوش ہوئے خلق سب خاص عام وزیر وامیر ورعیت تمام

وہ شہزادہ کے دیکھ طالع کتین ، نجومیوں نے آکر کہے شہ سے ہیں
ہے گنتدام اوسے چودھویں سال میں ، مگر خیریت ہیگی سب حال میں
نجومیوں سے سُن شاہ ہوا گھابرا ، حفاظت ستی پالنے کو لگ
کہا میرا ہیگا خدا دے کریم ، مجھے کیا ہے پروا میرا ہے رحیم
لگا کرنے شہ پھر اوسے پرورش ، کہ جسطرح سے تھے شہونکی روش
پچھے جب کہ مکتب کے دن آیئے ہیں ، بڑی شادی تب شاگنوائے ہیں
بڑی دھوم سے شاہ مکتب کیا ، سبوں کو اضافی ومنصب دیا
سو پھر شاہزادیکو پڑھنے بیٹھائے ، سبھی علم شہزادے کتیں سکھائے
پڑائے ہیں اول خدا کا کلام ، بھی تف سیر اسکی کرائے تمام
پچھے فارسی کو کرائے تمام ، بھی سب علم اوسکو پڑائے تمام
سبھی بات میں یہ ہوا ہے تیار ، ہر ایک علم وفن میں ہوا ہوشیار
خبر جب سنا ہے شہ بحر وبر ، کہ فاصل ہوا ہیگا اپنا پسر
بہت شاد وخرم ہوا بادشا ، وشکر خدا تب لے آیا بجا
بھی شہزادہ کی آنکھ کھلنے کتین ، بلایا ہے دربار میں اسکتیں
وہ شہزادہ ہر روز آنے لگا ، مدام اس طرح آنے جانے لگا

جو پست وبلند زمانہ اوسے ، دیکھایا ہر ایک کارخانہ اوسے
بھرے چاردہ سال جب اسکتین ، تب عاقل لگا بولنے شہ سے دین
بہت دن سے مجھ کو ہے شوق شکار ، مجھے حکم دے اے شہ نام دار
کہ میرے تیئں ہے بڑی آرزو ، مجھے حکم دے کر تو کر سرخ رو
یہہ سن شہ کہا دلمیں کچھ ڈر نہیں ، نجومیان جو بولے سو دن گزرے ہیں
کہا اسطرح سے وہ بیٹے کتین ، تری آرزو بر لے آتا ہوں میں
تو ڈر مت تجھے بھیجتا ہوں شکار ، بہت حشمت وجاہ سے باوقار
غرض شاہ تیاری کرنے لگا ، وزیران امیران کو سارے بلا
کہا اون سے تم جاؤ شاہزادہ سات ، رہو اس سے ہشیار تم دن رات
پچھے فوج ساری وہ شاہ جہان ، دیا سات اس کے کہان ومیان
بلاشاہ پھر شہزادے کتین ، نئی ایک خلعت پہنائے وہیں
وہ مہرہ کتین یاد کر شہ منگا ، ہے بیٹے کے بازو پہ مہرہ بندہا
کہا بیٹے کو یہ خواص اوسکی سن ، پچھانیگا تو جانور کے سخن
منگ بعد اپنا جواہر تمام ، بندھا بیٹے کو شاہ عالی مقام
غرض شاہ بیٹے کو رخصت دیا ، بہت دھوم ستی روانہ کیا
خبر پائے سب خلق میں اشتہار ، کہ شہزادے کو شاہ بھیجا شکار
تماشے کتین خلق کہ اژدہام ، سبھی آئی ہیں دیکھنے خاص وعام
امیران فقیران غریباں تمام ، سبھی مرد وزن اور بچیان تمام
لگے شہزادے کو سب دیکھنے ، جو دیکھے سو شہزادے کو غش گئے
بہت خوبصورت تھا وہ مثل ماہ ، نہ تھی ٹہرتی اوسپہ کس کی نگاہ
لگی خلق سب اسکو دینے دعا ، ہمیشہ یہہ جیتا رہے اے خدا

دربیان از حال برائے شکار وشنیدن نقادئے چغد نے وعاشق شدن بر نظر بند

غرض شہزاد بڑی شوق سے ، چلا حکم لے باپ کا ذوق سے
لگا دیکھنے کو تماشے تمام ، لگا خلق کا لینے کتیئں وہ سلام

سبھی فوج لیکر وہ باہر چلا   چلاہے وہ جنگل کالے راستہ

شکاریوں نے لیکر چلے اسکتین   کہ جانور تھے شکاری سووین

لگے کہلنے کتیش سب شکار   وہ گھوڑونکو دوڑائے بے اختیار

قضارا ہرن ایک پیدا ہوا   وہ جنگل میں سے کین ہویدا ہوا

سو شہزادہ نے دیکھکر اسکتین   لیا گھوڑے کے باک یکبار وین

لگیا اسکے پیچھے سو بھاگا اونے   لگا پیٹ سے شہزادہ اونے

جو شہزادہ پیچھے ہرن کے لگ   کہیں دور جنگل میں جا رہا

ہرن غیب ہوا یہ ہوا منفصل   ہوا شہزادہ نہایت خجل

کبھی گھر سے باہر وہ نکلا نہ تھا   یکایک پھنسا ہے یہ جنگل میں آ

ہوا دلمین تب وہ بہت سا اداس   لگی تھی اوسے اور شدت سے پیاس

چلا ڈھونڈتا وہ جو پانی کتین   اوسے ایک گنٹا دسا خوب وین

وہ گنٹے پہ ایک جھاڑ پر مغز تھا   سو وہ بھارا اور سر سبز تھا

اتر کر وہ گنٹے میں منہ ہات دھو   وہ پانی پیا اور کیا ہے وضو

وہ گنٹے سے ہوکر بہت سا اوداس   فنا ہوکے دلمیں چلتا جھاڑ پاس

بندر ہا جھاڑ سے اپنے گھوڑے کتین   بچھا چار جامے کو لیٹا ہے وین

چغد اور چغدنی کہیں از قضا   اوسی جھاڑ پر دونو بیٹھے ہیں آ

چغدنی چغد سے کہی ہیگی وین   ارے دیکھ اس شہزادے کتین

کبھی گھر سے باہر یہ نکلا نہ تھا   بہت نعمت و ناز سے ہی پلا

تو دیکھ اسکتین کس خرابی میں آج   پڑا جھاڑ نیچے شہ تخت و تاج

چغد سنکے بولا چغدنی ستی   کہ آئے ہیں ہم تو جہاں سے ابھی

اوسے دیکھے نین تو وہ کس شان سے   چلاتی ہے ملک اپنے فرمان سے

عمر اوسکی دس سال کی ہے یقین   وہ عورت ہے اسکو تو دیکھے نہیں

چغد نے سنی سو ہوں گھابرے   چغد ستی پھر پوچھنے کو لگی

بہت خوبصورت ہو جون ماہ ہے   وہ عورت ہے سچ نین شہنشاہ ہے

چغد نے کہا وین چغدنی کو سن   میں کہتا ہوں اسکا سراپا سخن

پدا اسکا ایک شاہ فیروز تھا   وہ تھا بانج کوئی اسکو فرزند نہ تھا

یہ بیٹی ہوئی بعد کئی روز کے   وہ مشہور بیٹا کیا ہے اُسے

جو اسکے ہوا باپ کا انتقال   لئے بیٹے سب ملک کتین سنبھال

کوئی خلق اسکو نہیں جانتے   سبھی مرد کر کرہے پہچانتے

تاسف وہ عورت پہ تو کیوں نہ کھائے   تو اسکشیں دیکھ کیوں تلملائے

خرابی میں تو مرد کی ذات ہے   یہ عورت سے ہونا محالات ہے

یہ کہکر چغد کا وہ جوڑا اوڑا   غرض شہزادہ تھا جگتا پڑا

یہ سنکر بلا میں ہوا مبتلا   نظر بند کا دل سے عاشق ہوا

تب عاقل نے یہ اپنے دلمیں کہا   میری فوج دیکھی تو مجھ کو ذرا

نجانے دیونیگی میرے تین سبھی   یہ بھتر مجھے ہے کہ تامین ابھی

چلے جاؤں اوٹھ ڈھونڈتا اسکتین   ملینگے تو آخر نظر بند کے تین

یہ بولا سو دلمین ہوا ہوشیار   ھوا گھوڑے پر زین بند کر سوار

نہ معلوم تھا اسکتین راستا   چغد بھی نہیں کچھ کہا تھا پتا

دربیان عاشق شدن عاقل شہزادہ بر نظر بندو آوارہ بند در طلب اور وہ وحیرانی حاو غیرہ بگویند

توکل سے گھوڑے پہ ہوکر سوار   چلا عشق سے ہوکے دیوانہوار

غرض شہزادہ چلا دن تمام   شب ہونے میں اترا ہے وہ نیکنام

وہ جنگل اندھاری میں آکر پڑا   نہ تھا یار کوئی اوسکتین جز خدا

اوسے نیند آئی نہ شب کو ذرا   تڑپتا تھا تا صبح ہوئی بر ملا

صبح ہونے میں پھر وہاں سے نکل   چلا ڈھونڈتا اس کو جنگل جنگل

اسیطرح سے روز چلتا تھا وہ   جو شب ہووے تو کیں اترتا تھا وہ

لگے بھوک اسکو تو جنگل کے پھل   اوسے کھاکے چلتا تھا پھر وہ سنبل

وہ گھوڑے کو چھوڑا بیابان میں   چلا ہے پیادہ کوہستان میں

ذرا اسکو بوجھے کی طاقت نتھی   کہیں بھی اسے وہاں یہ راحت نہ تھی

غرض اونے زیو کو اپنے نکال
بیابان میں دیا پھینک ڈال

بھی شہزادہ اسطرح چلنے لگا
نہ اسکو تھا معلوم کہیں راستہ

نہ چلنے کی عادت کبھی تھی اسے
بہت پاؤں میں اسکے آئے پھلے

وہ پاؤنکو کپڑے سے لپٹا تمام
لگا چلنے آہستہ وہ خوش خرام

اسی طرح سے چھے مہینے چلا
وہ یکروز دل میں بہت لہو کھٹا

وہ رو رو کے حق سے کیا یہ دعا
کرم کر تو میرے پہ میرے خدا

میں عاجز ہوں مضطر ہو حیران ہوں
یہ جنگل میں پھر کر پریشان ہوں

خدا نے کیا ہے دعا کو قبول
کیا رب نے مطلب کو اسکے حصول

ملے آدمی دوسرے دن اسکو تین
اسے دیکھکر گر پڑے بر زمین

تب عاقل نے وہیں دور پانیکو لا
وہ تینوں کے چہرونپہ چھڑکائے جا

چھڑکنے میں پانی ہوئے ہوشیار
لگے پوچھنے اس ستی دو سہ پار

تو ہے کون اس شکل کا خوش جوان
تو شہزادہ ہے یا امیر جہاں

وہ تینوں ستی یوں کہا ہے وہ شاہ
نہ ہو نہیں امیر اور نہوں بادشاہ

تمھارے سر کا میں ہوں ایک جوان
میں رہ کو گیا تھا گم رے دوستان

تمہیں کان چلے ہو سو بولو مجھے
کہ تا میں تمھارے چلو ساتھ وے

وہ تینوں لگے کھنے عاقل کتین
نظر بند کی پاس ہم جاتے ہیں

ہم اس شاہ کتین سنے ہیں سخی
غریبونکو رکھتا ہے نوکر سبھی

یہ سنکر وہ بیجان کو آیا ہے جان
بہت دلمیں وہ خوش ہوا نوجوان

چلو لگا تمھارے ہو ہمراہ میں
کسی جانہ ہوں تاکہ گمراہ میں

کہ میں ہی تو اب نوکری کے لئے
چلا ہوں اوسی شاہ کی آس سے

میں بہت دن سے ہوں بیروزگار
اسی جا پہ جاتا ہوں ہو دل فگار

تمھاری مجھے اب تو صحبت ملی
تمھیں اور ہم مل چلینگے سبھی

ہوئے ہیں بہت خوش ہو آپسمیں مل
چلی اوس شہر کو ہو کر ایک دل

در بیان شنیدن مسعود شاہ حال پسر را و جستجو کردن فوج شاہ مذکور و یافتن شاہزادہ را بسیار غم کردن پدر و مادر

تو اب چھوڑ احوال یہاں کا ذرا
کچھ احوال اس شاہ مسعود کا

یکایک وہ شاہزادہ جب در شکار
ہوا غیب سو ہوئی خبر اشتہار

جب ارکان سارے خبر یہ سنے
لگے جستجو کرنے ہو کھابرے

لگی فوج کرنے کتین جستجو
پہاڑونمیں جنگلونمیں آ ایک سو

ہوئے فوج آخر سبھی کوہ بکو
وہ عاقل کو ڈھونڈتی تھے ہر ایک سو

اوسے ڈھونڈکر جب کہ نہیں پائے ہیں
بڑی غم ستے شہ کے پاس آئے ہیں

سنا ہے شہنشاہ جب یہ خبر
زمین پر لگا مارنے اپنا سر

لگا غم ستے رونیکو زار زار
لگا آہ کرنے کتین بار بار

ستی شہزادی کی ماں جب خبر
بہت غم سے کپڑوں کتین پھاڑ کر

زمین پر وہ لڑنے لگے ایکبار
لگے رونیکو ہو کے زار و نزار

کبھی ہاں بیٹا میرا کاں گیا
وہ کل تھا نہیں آج دستا سو کیا

ہوئے ہے بہت غم سے بیہوش بات
لگی کھنے کاں وہ میرا آفتاب

غرض اس طرح روتے تھے زار زار
بہت غم سے ہوئے تھی وہ بیقرار

جب اسطرح روتے تھے زار و نزار
لگا آہ کرنے کتین بار بار

غرض شاہ نے جستجو کے لئے
سبھی فوج اپنی روانہ کئے

وہ باہر سے ہرکارون کتین کو بلائے
ہر ایک شہر میں ڈھونڈنیکو چلائے

بہت شہ نے شہر میں غم کیا
وہ دولت کو اپنے برہم کیا

شب و روز رونے لگا بادشاہ
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا ذرا

ہوا شہر ہلگریاں میں جب یہ غم
یہ غم سے ہوا شہر بر سب الم

سبھی ملک حیران الم سے ہوا
شہنشاہ زادے کے غم سے ہوا

وہ سب فوج ہرکارے آکر کہے
بہت ملک ہم جاکے ڈھونڈے اسے

کہیں بھی نہیں پائے اسکا سراغ
سبھونکے پڑا ہے بڑا دل میں داغ

یہ سن شاہ پہ ماتم ہوا ایکبار — ابل اس کے آنکھوں سے پانی کے دھار
زمین پر وہ لڑنے لگا ایکبار — لگا رونیکو ہانک پر ہانک مار
اسی غم میں اوقات جانے لگے — غم و غصے کو سارے کھانے لگے
محمد تو بس کر یہہ احوال کا غم — اب عاقل کی احوال کو کر رقم

دربیان داخل شد شدن ۳ ہر شخص وروم ونوکر شدن عاقل در حضور بادشاہ وہ محمل سراپائے نظر بند

وہ پہنچے ہیں جب سرحد روم میں — عجائب وہ دیکھے ہیں اس بوم میں
دیکھے ملک کو ہے بہت خوس فزا — سرا اور گنٹے ہر ایک جا بجا
اور اس ملک کی خوش تھی آب و ہوا — بہت خوبصورت شہر صفا
یہہ آسودہ ہونیکو در ایک سرا . — غرض مل اتر آئے ہیں اس جگا
وہاں جا کے آرام پائے ذرا — پھر اٹھکر وہ چلنے لگے راستہ
بہت شخص پھر رہ میں ملنے لگے — نظر بند کی تعریف کرنے لگے
کہے وہ سخی وہ بہت خوب ہے — وہ کم سن ہے در عمر محبوب ہے
بہت خوب صورت ہے وہ نوجوان — شجیع اور عادل ہے وہ مہربان
رعیت سپاہ کو کرے پرورش — اوسی پادشاہو نکی بادی روش
یہ تعریف شہ کی جب عاقل سنا — تب وہ دل کے اندر بہت خوش ہوا
غرض تھوڑے دن بیچ پہنچے ہیں جا — جہاں تخت گاہ تھا شہنشاہ کا
جو دیکھا سو عاقل کو بیہوس ہوا — وہ اپنی ستی بھی فراموش ہوا
جو تینوں وآئے تھے ساتھ اسکے وے — کوئی جار سالے میں نوکر ہوے
بہت خوبصورت تھی وہاں ایک سرا — یہ ماندا تھکارا اسمیں اترا ہے جا
سبھی لوگ دیکھ اس کو حیران ہوے — بھی دیکھ حسن اسکا پریشان ہوے
لگے کہنے اترا ہے کیا آفتاب — تصدیق ہے اس حسن پر ماہتاب
ہوا تھا سرا میں بہت اژدہام — کھڑے دیکھتے تھے سبھی خاص و عام
سہیلی کہیں ایک اسی شاہ کی — سوار ہو کے گھوڑے اوپر تھے چلے

کہ ہر حکم شاہنشہ نام دار — چلی جاتی تھی چونکہ باد بہار
قضا ہوا ہیگا اسکا گزار — جہاں تھے کھڑے سب صغار و کبار
یہ زن سب کتین دیکھ حیران ہوئی — لگی پوچھتے کتین سب ستی
ہوا کیا سب اسجگا اژدہام — جمع ہیں سبھی خلق کیوں خاص و عام
سہیلی ستی ایک نے یوں کہا — کہ اس جا پہ کوئی شخص اترا ہے آ
بہت صاحب حسن صاحب جمال — نہ ہوگا جہاں میں کوئی اسکے مثال
نگہہ اوسکے چہرے پہ جاتی نہیں — اگر دیکھے کوئی تاب آتی نہیں
سنی سو وہین دیکھنے کو چلی — اوسے دیکھ عشق کہا زمین پر گری
کوئی دوڑ کر اسپہ چھڑکا گلاب — تیا ہوش میں آئی ہے تب شتاب
تعجب کرے دل کے اندر وہ زن — زبان پر نہ لائی ہے کچھ ایک سخن
لگی پوچھنے کی تیئں اوسکا حال — کبھی مہر سے اسکو اے خوشحال
سبب کیا کہ تو بھائی آکر پڑا — تو آیا ہے اس ملک میں کیا تھا
سہیلی سے عاقل نے کہنے لگا — ہے تحقیق اس ملک میں ہوں تبا
میں اس شاہ کا عدل انصاف سن — جو آیا ہوں یہاں شہ کی اوصاف سن
میں چندے کروں شاہ کا روزگار — کہ تاؤں اس غم سے ہور سنگار
یہ سنکر سہیلی نے تب اسکا حال — کہی چل میرے ساتھ اے نونہال
میں کرتی ہوں شہزادے سے غرض — میرے پر ہوا ہے ترا کام فرض
غرض اسکتیں اپنے گھر لے چلی — کھلا اسکو کھانے کتین خوش کرے
حجامت کرا اور نہلائی اوسے — نیا جامہ ایک لا پہنائی اوسے
حجامت وہ نہانے سے وہ خوشحال — دو چندان نکلا ہے اپنا جمال
کہی میں تیرا حال کہتی ہوں جا — بلاویگا تجھکو میرا بادشا
سہیلی نے تب شاہ کے پاس جا — سہیلی حال اسکا کئی جو کہ تھا
شہنشاہ نے اسکو بولا کہ لاؤ — میرے روبرو لا کے مجرا کراؤ
اونے گھر میں تب جلدی سے دوڑ آئی — اور عاقل کو یہ خوش خبر لا سنائی

کہی تیرے تیں شہ کہاہیگا یاد　　بر آوے تیری ساری دلکی مراد
تو مجرا کر آشاہ کو دور سے　　بہت سا ادب اور دستور سے
یہہ سن شہزادہ بہت خوش ہوا　　تب یہہ اپنے دلمیں وہ کہنے لگا
ہے معشوق میری نظر بند یقین　　نہ عیب اسکے مجر لیسے میرے تیئں
میں قربان اگر اسپہ ہوں لاکہبار　　مجھے عیب نین ہے وہ میری ہے یار
واسطرح سے بول کر دلمیں بات　　چلا جلد اوٹھکر سہیلی کے سات
سہیلی اُسے لابر آداب گاہ　　کہی کر تو مجرا وہ بیٹھا ہے شاہ
تب غافل نے جلدی سے مجرا کیا　　وہ پھر بعد نزدیک شاہ کے گیا
نظر بند نے دیکھ اوسے ایکبار　　ہوئی بیگی بیہوش اور بیقرار
وہ ظاہر میں کچھ بھی نہ بولی سخن　　سنبھالی وہ اپنے کو ہشیار زن
جو دیکھا نظر بند کو یہہ نام دار　　کہا کیا خدائی کے ہیں کاروبار
ملاحت عجب اوسکے صورت پہ تھی　　نہ ویسی تو پھر کسکے مورت پہ تھی
نہایت وہ خوش شکل تھی اور حسین　　ز سر تا بپادہ ملاحت گزین
سبھی بار ابرن تھے اسمیں تمام　　مہر چاردہ تھی بااحترام
کہ جو جو کہ خوبصورتی کے تھے ڈھب　　سبھی اوسکے اعضا برابر تھے سب
بھے جو چیز ہے حسن کتیں کو ضرور　　دیا اوسکتیں تھا خدائے غفور
غرض اوسکا ثانی نتھا در جہاں　　ملاحت تھی چہرہ پہ اوسکے عیاں
ٹپکتا تھا چہرے ستی اسکے نور　　ابلتا تھا اوس ستی بلبل کا شعور
تب عاقل نے نظر بند کو دیکھکر　　وہ غش کھا زمین پر گرا بیخبر
غرض دوڑ کر سب نے اسکو اٹھا　　لگے پوچنے کیا سبب تو گرا
سہیلی کو بتلا کے عاقل نے وین　　کہا یہہ کھلائی تھی کھانے کتیں
میں دو دن کا بھوکا تھا غش میں پڑا　　جو کھانا پڑا پیٹ میں میرے جا
ہوا اسبب غش ہے میرے تئیں　　اسی واسطے میں گرا بر زمین
یہ سن شہ سہیلوں سے یوں کہا　　اسے بولو گھر جا کے آرام پا
سہیلیاں کہے اس ستی ایجوان　　تم اب جا کے گھر پاؤ ارام جان

یہہ عاقل نے سن اُسے کہنے لگا　　ذرا سا میرے تیں کو غش تھا ہوا
بحال اب تو میرا ہوا ہے مزاج　　کھڑا ہوں شہنشاہ کے خدمت میں آج
یہ سنکر بہت خوش ہوا دلمیں شاہ　　کیا مہربانی سے اوسپر نگاہ
نظر بند پھر دلمیں اپنے کہا　　بہت خوبصورت ہے یہہ دلربا
اگر شاہزادہ یہہ ہوتا تو میں　　یقین عقد کر لیتی اب اسکتیں
یہہ افسوس نفرا ہے یہہ بالیقین　　اب افسوس کھا کے حاصل نہیں
سہیلوں سے شہ نے کہا پھر سنو　　رہے اس سپاہی سے یوں بول دو
تیرے حال پر رحم آیا مجھے　　میں رکھتا ہوں نوکر اسیواسطے
ترا حوصلہ پانچ کا بھی نہ تھا　　تجھے سی ۳ روپیہ کا میں نوکر رکھا
سہیلوں نے غافل کو جب یہ کہا　　تب عافل کیا عرض اے بادشا
میرا حوصلہ ہوگا اس سے بھی کم　　یہ لیکن ہے شہ کا میرے پر کرم
یہہ بولا سو آداب لایا بجا　　بہت دلمیں شہ اوس ستی خوش ہوا
پھر عاقل سہیلی کے گھر میں گیا　　اوسیکے وہ جا گھر میں رہنے لگا

دربیان رفتن عاقل برائے کشتن شیر بر وکشتن شیر را-

اسیطرح سے جب کتنے دن گئے　　نظر بند یکروز کہتے لگے
میرے دلمیں آتا ہے کہلوں شکار　　شکاریوں کو بولو کہ ہووین تیار
یہہ بخشی سنا سو کہا شہ سے جا　　شکاریان کئے عرض میرے سے آ
جہاں جا کے حضرت تھے کرتے شکار　　وہاں شیر رہتا ہے انسان خوار
تو حضرت کا جانا مناسب نہیں　　پڑا رہتا ہے شیر جنگل میں کین
نظر بند نے سن کے تب چپ رہا　　بہت دلمیں اپنے ناخوش ہوا
سو پھر شاہ بولا ایک سہیلی کتیں　　وو بخشی کتیں بول بھیجا وہیں
تو جلدی ستی جا کے وہ باگ مار　　بہت دلمیں میرے ہے شوق شکار
سہیلی کہی جلد بخشی سے جا　　یہ سن بخشی شہ پاس حاضر ہوا
لگا عرض کرنے وہ شہ کے پاس　　میں حاضر ہوں جانے کتئیں پھر اس

میرے سر میں ہے درد بے اختیار | کہ جانیکی طاقت نہیں زینہار
سو اسپر بھی مجھ کو ہوئی حکم اگر | ابھی میں چلا اے شہ بحر و بر
یہہ بخشی سے سن شاہ کہنے لگا | تیر سر میں ہے درد تو تو بچا
توجلدی سے جا بھیج کوئی امیر | کہ جلدی ستی جاکے مارے وہ شیر
یہہ سنکر چلا شہ کو کر کورنشات | وہی گھر میں آیا ہے وہ نیکذات
امیرونکو جا بولا شہ کا پیام | امیران نمانے کوئی اسکا کلام
وہ ہر ایک نے ایک بہانہ کیا | نظر بند سے دلمیں کوئی نہیں ڈرا
غرض شہ نے یہہ خبر جب سنا | امیرونکے اوپر ہی غصی ہوا
کھا میری ہووے سواری تیار | کہ میں شیر کا کرتا ہوں جا شکار
یہہ عاقل سنا سو ہوا گھابرا | اور یوں دل ستی اپنے کہتے لگا
ارے دل توجلدی سے جا مار باگ | نہیں تو یہہ جاتی ہے ہو دردناک
اگر مارے اسکے تیئن باگ آ | میرے تئیں میرا جینا تلخ ہویگا
اگر جاوے معشوق یہ بات سے | ملینگی نہیں پھر کسی بات سے
ہے بہتر بھی میں کسی طور سے | بھی جاؤں اوس باگ کو مار کے
یہ تجویز کر دلمیں محکم اساس | گیا ہے وہ اپنے سہیلی کے پاس
کھا جاکے اس پاس میں ہوں سنا | گیا ہے وہ اپنے سہیلی کے پاس
کھا جاکے اس پاس میں ہوں سنا | کہ شہ مارنے شیر کتین چلا
اگر شہ میرے تیئن حکم دے | میں آتا ہوں اس شیر کو مار کے
یہ سنکر سہیلی بہت خوش ہوئی | وو ہین بادشاہ پاس جا عرض کی
یہہ سنکر بہت شاہ نے خوش ہوا | کہ نوکر بنا کام آیا میرا
کھا شاہ نے بولو اسکو کہ جاؤ | وہ شیر ببر کتین مار آؤ
سو پھر وہ سہیلی کھی اسکو آ | یہہ سنکر کھا مجھ کو سامان دلا
نہ گھوڑا ہے مجھ کو نہ ہتیار ہے | یہ سامان مجھ سبکو درکار ہے
پھر وہ سہیلی گئی شاہ کے پاس | کھا تھا جو انہیں کہی پھر اس
کھا شہ گھوڑا منگا دو اسے | سب ہتیار سامان دلادو اسے

یہہ سنکر سہیلی نے عاقل کو سات | طویلہ کتین لیکئی نیکذات
تب عاقل نے ایک جاکے گھوڑا لیا | سو داروغہ یہہ دیکھ غصے میں آ
کھا تو یہہ گھوڑیکے لائق نہیں | یہہ نفرا یہہ گھوڑے سے قایق نہیں
یہ گھوڑا نہ دیونگا تیرے تین کو میں | یہ سن کر سہیلی کھی اوسکتین
اے داروغہ کیا تو دیوانہ ہوا | کہ اس کو کیا حکم ہے بادشا
سنا سو وہ داروغہ گھوڑے کو لا | اوسیوقت عاقل کتیں ہے دیا
کہ بعد از سلح خانہ کو وہ چلا | سو عاقل نے اوسکتین نین لیا
تو داروغہ غصے میں آکر کہا | کہ اس بیجیا کا ہے کیا سر پھرا
یہ شاہونکے ہتیار چہتا سبھی | نہ دیونگا اسکتین میں کبھی
سہیلی یہ سنکر کھی اوسے جا | کہ ہے شاہ کے کام پر یہ چلا
جو مانگے سو اوسکو دیو تم لے آؤ | توقف کچھ اسکام میں مت لگاؤ
یہ داروغہ سن دلمیں ہو گھابرا | وہ سب خاصے ہتیار لاکر دیا
سہیلی سے داروغہ کہنے لگا | یہ شاہونکے ہتیار میں لادیا
وگرنہ کبھی میں ندیتا یقین | یہ ہتھیار شاہان نفر کتیں
غرض اونے ہتیار پانچو لگا | مسلح ہو گھوڑے کے اوپر چڑھا
سہلی سے بولا وہ راستا | نہیں مجھ کو معلوم ہے وہ جگا
سہیلی نے ہرکارے کتین بلائی | سو عاقل کے ساتھ وے اسکو چلائی
کہ عاقل نے لے سات اسکو چلا | جہاں شہر جنگل میں رہتا آتھا
کیا حکم تھا پھر سہیلی کو شاہ | کہ عاقل کے دے سات تھوڑے سپاہ
سہیلی نے بخشی کو بولی ہے جا | کہ اسطرح کا حکم ہے شاہ کا
یہہ بخشی سنا سو اسیوقت وین | دیا سات تھوڑے سپاہونکے تین
کیا تیس تک آدمی اسکے سات | کھا جاؤ عاقل کے تم سنیو بات
سلامان وہ سب کر کے بخشی کتیں | جو سارے چلے آئے ہیں گھر کو وین
سو طیار ہونے لگا اونکو دیر | گیا آگے تھا عاقل نرہ شیر
جو عاقل نے ہرکارہ کو لیکے سات | چلا تھا جہاں رہتا تھا شیر ذات

جو نزدیک جب یہہ کہ پہنچے ہیں جا
وہ ہرکارہ عاقل سے کہنے لگا

وہ سوتا ہے پانی کے چشمے پہ باگ
تمہیں مارو اسکو میں جان ہو بھاگ

یہہ ہرکارہ اوس سے کہا سو چلا
وہ جھاڑی میں جاکر کہیں چھپ رہا

تب عاقل نے کر یاد نام خدا
ہے نزدیک اوس شیر کے جب گیا

دیکھا شیر سوتا ہے اسجا پڑا
کہا اسکو یوں مارنا نین روا

کہ نامردی ہے اسکو یوں مارنا
اگر مارنا تو جگا مارنا

سو عاقل نے ایکبار للکار کر
ہے حملہ کیا اسکو ہشیار کر

اونے ہو کے ہوشیار اوس پر کرا
بہت گرگرا اوسکے اوپر پڑا

او عاقل نا ڈر کیا اوسپہ وار
کیا ہے اوسی وار میں اسکو ٹہار

کہ چھے گز کا تھا قد میں وہ شیر نر
سوا اسکتین مارا یہ شیر نر

ہے مارا اوسکو عاقل کھڑا ہو رہا
وہ گنٹے کتیئں ہاتھ دھونے چلا

سو گنٹے میں جا ہاتھ دھویا ہے وہ
لہو بھی لگا تھا سو دھویا ہے وہ

سو ہرکارہ تھا دور سے دیکھتا
کہ دیکھا ہے وہ جو سبھی ماجرا

سنو اب نظر بند کا یہاں سے حال
کہ کیا اسکے دل میں گیا ہے خیال

وہ عاقل کو بھیجا تھا جنگل میں جو
کہا تھا اوسے باگ کو ماریو

خیال اوسکے دلمیں گیا یوں گزار
کہ عاقل کو لیوے گو باگ مار

میرے تیئں بہت بد لگے گی یہ بات
وہ ہے مرد عاقل بہت نیک ذات

بھانہ اوٹھ دلمیں اب شیر کا
تماشہ بھی دیکھونگا میں شیر کا

کرے دلمیں یہہ بات جب استوار
کہی ہووے میری سواری طیار

وزیر اور بخشی سنے یہ خبر
ہوے ہیں وہ حاضر سبھی آن کر

لے آئے سواری کو تخت روان
ہوا ہے سوار اوسپہ شاہ جہاں

بڑے دبدبے سے سواری چلی
کہ ارکان دولت تھی پیدل سبھی

جنگل میں جب شاہ داخل ہوا
سو بخشی سے شہ پوچھنے کو لگا

میں بولا تھا عاقل کے دیو لوگ سات
تمہے لوگ گیا نین دیئے بولو بات

جو یہاں آدمی کوئی دستا نہیں
یہ کہنے لگا بخشی شہ کنتئیں

میں تیس آدمی کو کیا تھا تعین
وہ شاید ہوئے سات اوسکے یقین

سواریکی شہہ کے خبر جو سنے
وہ تیس آدمی جو کہ در گھر میں تھے

وہ کترا کے جلدی سے رستے کتین
شہ پانے سے حاضر ہوئے جاکہ ہین

نظر بندی عاقل کے احوال کو
یہہ ہر ایک سے کرنے لگا جستجو

بہت دل کی اندر ہوئی گھابری
یہہ ہرکارے نے شہ سے عرض کی

سو عاقل نے اس شیر کو مار کر
گیا ہاتھ دھونے کو وہ نامور

یہہ سنکر بہت خوش ہوا بادشا
کیا اسکے مردی پہ صد مرحبا

کہا شاہ تخت روان لے چلو
کہ عاقل نے مارا جہاں شیر کو

سو عاقل نے دھو کر لہو اور ہات
وہ گنٹے کے باہر چلا نیکذات

بہت دور سے اوسکتین ایک غبار
لگا دسنے عاقل کتیئں ایکبار

کہا دل میں عاقل کے آتے ہیں او
جو بخشی دیا تھا میرے سات سو

اسے پھر بہت لوگ دسنے لگے
سو عاقم کہا اپنے یہہ دلمیں

کہ شاید نظر بند آتے ہیں کیا
یکایک چتر اسکو دسنے لگا

یقین جب ہوا یہہ عاقل کتین
خود آپ ہی چلا پیشوائیکے تیئں

ہے جب روبرو شہ کے عاقل ہوا
سو آداب شہہ کو لے آیا بجا

سہیلی کو بولا کہ پوچھو اوسے
تیرے سات کوئی آدمی کیا نہ تھے

سہیلی جو پوچھی ہے عاقل کنتئیں
کیا شاہ نے عرض عاقل سے وین

کہ لوگ آنے کتین لگی تھوڑی دیر
میں جلد آیا اون سے کہ تا ماروں شیر

میں مارا ہوں اسکو بفضلِ خدا
یہہ سنکر سہیلی سے شہ نے کہا

سواری میری لے چلو اس جگا
جہاں شیر ہے قتل ہوکر پڑا

غرض شاہ کی لے سواری چلے
اوسے دیکھکر شاہ بہت خوش ہوے

تب عاقل کے اوپر کئے آفرین
سو وہاں سے پھرے شاہ گھر کتین

وہ دن جاکے جب دوسرا دن ہوا
سو عاقل کتین شاہ نے تب بلا

کہا شاہ نے مارا یہہ جو جاکے شیر
خطاب ہم دیئے اسکو عاقل امیر

کہ منصب سے بھی سرفرازی کئے
جو منصب اوسے ۳ ہزاری دیئے

بجالایا عاقل نے آداب دین
لگا بد سب ارکان دولت کتین

حد سے ہوئے سارے دلمیں کباب
کھے اسکو لایق نہ تھا یہہ خطاب

یہ نفرا ہے پاجی ہے اور بیجیا
ہمارا تو شاہ طفل ہے اور نیا

نہیں اسکو معلوم شاہو نکی داہٹ
یہ جومی میں آتا سو کرتا ہے اب

پھر عاقل گیا وہاں سے گھر کے تیئں
سہیلی جو اسکے سو آئی و نہیں

مبارک کہے اور بلائین لئے
پھر اسطرح سے اوسکو کہنے لگے

تو کب تک رہیگا میرے گھر بھلا
بنا گھر جدا کر کے شکر خدا

خدا تیرے تیئں بھی یہہ منصب دیا
زیادہ تو اوسے بھی پھرے ہو کیا

سہیلی سے عاقل نے یہ سن لیا
سو ایک خیمہ اپنا بنایا نیا

وہ گزران پھر اسمیں کرنے لگا
اسی طور سے اوسکا معمول تھا

دربیان رفتن نظر بند شاہ بشکار دیدان ہرن طلا افتادن اودر صحرا

اسی طرح سے جب کئے دن گئے
نظر بند شاہ ایکدن یوں کہے

بہت دن سے مجھ کو ہے شوق وشکار
کہو جا کے بخشی سے کوئی یکبار

وہیں دوڑ بولے ہیں بخشی سے جا
سو وین بخشی تیار کرنے لگا

وہ تیاری کر شاہ سے بولا ہے جا
کہ میں حکم شاہ کا لے آیا بجا

کہ جب ہوئی مرضی چلیں شاہ شکار
سر نجام سارا کیا میں تیار

یہہ سن شاہ فرمائے بخشی ستی
کہ تیار ہو کل سوراای میری

ہو بخشی نے آداب لایا بجا
چلا گھر کتین شاہ سے پار صنا

خبر بخشی کروایا سارو نکتین
کہ کل شاہ تشریف فرماتے ہیں

جو کل صبح حاضر رہیں آ تمام
لے ارکان دولت سے تا خاص وعام

سو ایک اسپ شاہ کے سواری لئے
لے آیا زین بند اوسکو حاضر کئے

وہ دن جا کے جب دوسرا دن ہوا
سو شاہ خود بدولت سواری کیا

وزیر اور بخشی امیران تمام
ہوئے شاہ ہمراہ سبھی خاص وعام

سہیلیاں سبھی شاہ کے سات تھے
جو خدمت میں ہوشہ کے دن رات تھے

سو عاقل بھی ہمراہ تھا شاہ کے
کہ حلقہ رہے گرد جیون ماہ کے

چلا اس تجمل ستی پادشا
یکایک جو جنگل میں پہنچے ہیں آ

کہا شاہ مردون کو سب یکبار
کہ سب گھوڑے دوڑا کے کھیلو شکار

یہہ سن شاہ کا حکم سب ایکبار
سو گھوڑوں کہ دوڑائے بے اختیار

کہا دل سے عاقل نے کیورے دل
اسے چھوڑ کر جاتے ہیں متصل

یہ جنگل میں سے شیر آوے اگر
نظر بند کے جانکو ہے خطر

یہ سب عور تونکا ہے کیا اعتبار
کہ سب بھاگ جاوینگے بے اختیار

یہ دل سے کہا اپنے اور نین کیا
وہ شاہ دیکھ حیرت کیا اور کہا

سبب کیا گیا نین یہہ سارونکے سات
سہیلی سے پوچھا شہ نیک ذات

سہیلی نے عاقل سے پوچھتی ہے جا
کتو سارون کے سات کیوں نیں گیا

کیا عرض عاقل نے ہو باادب
کہ میرے نہ جانے کا ہے یہ سبب

سپاہو نمیں حضرت کے کوئی سات نین
مناسب نہ سمجھا ہوں جانیکا میں

یہہ خوش ہوا ہے نظر بند شاہ
کیا مہربانی سے اوسپر نگاہ

سہیلوں کو لے شاہ کرتا شکار
چلا تھا وصحرا میں ایکبار

دسے شاہ کو ایک ہرن از قضا
کہ اس سر ستی پاؤں تھی طلا

کہ تھے اوسکے تو آنکھ یاقوت کے
دو کان اوسکے تھے زمرود کے

اوسے دیکھ کر شاہ ہوا بیقرار
سو یا دوڑایا گھوڑیکو بے اختیار

سہیلیاں کے گھوڑے سبھی تھکہ رہے
ایک عاقل مگر سات تھا شاہ کے

ہرن کا جو پیچھا کیا بادشاہ
سو ایک تیر سارا ہے ادہر کر نگاہ

ہرن کے لگے پاؤنمیں تیر جا
ہرن غیب ہوی شاہ حیرت کیا

سو یں پیچھے پھر کر کیا شاہ نگاہ
ایک عاقل سو اکسکو نین دیکھا شاہ

بہت شاہ غصے سے برہم ہوا
او عاقل سے شاہ بات کرتا نتہا

کہ تب جو پہر دن گیا تھا گزر
وہ جنگل میں پانی نہ تھا بوند بھر

وہاں تھی بہت تابش آفتاب
گرمی ستی شہ نہ لایا ہے تاب

لگی تھی ہے اوسپر سے شاہ کو عطش　　کہ نزدیک تھا شاہ کو ہووے غش
پھر عاقل سے کرتا تھا شہ بات　　سو عاقل نے سمجھا فراست کے سات
کہ اب شاہ کو گرمی کی تین تاب ہے　　جو ہے شہہ کو پیاس اور یہاں نین آب ہے
سو جرعت سے عاقل نے بولا پکار　　میں ڈھونڈتا ہو جارے شہ نام دار
کہ سایا ہویا کین سے پانی ملے　　میں بولونگا تب شاہ سے آنکے
نظر بند نے کچھ نہیں دے جواب　　وہ گرمی و غصّے سے ہوئی تھی کباب
سو عاقل نے گھوڑیکو ڈوڑا کے وین　　لگا ڈھونڈنے جب پانیکی تیئن
ہے چشمہ اوسے دور سے ایک دسا　　جو عاقل نے نزدیک اوسکے گیا
دیکھا جھاڑ وہاں ایک ہے سیب کا　　مکان وہ ہوادار تھا زیب کا
لگے سیب تھے جھاڑ کو بیشمار　　وہ سب دیکھ عاقل چلا ایکبار
سو عاقل نے جا عرض شہ سے کیا　　ہوادار ایک جائی ہے باصفا
اوسے جا کے حضرت اگر دیکھیں آج　　بہت آپکی خوش ہونگی مزاج
یہہ عاقل سے سن بات کچھ نین کیا　　مگر سات اوسکے چلا بادشاہ
نظر بند جب دیکھا جا وہ جگا　　بہت دل منے شاہ کے خوش لگا
سو عاقل کیا عرض پھر شاہ سے　　بندھا جھاڑ سے گھوڑیکو نام دار
لگے گھوڑے سے شاہ اوترنے شتاب　　سو عاقل نے وین آکے دابا رکاب
جو عادل کے تھے شاہ قابل کتئیں　　وہ معلوم تھے سارے عاقل کیتئیں
رکاب نظر بند تھے داب تے　　اوترنیکے اوقات میں شاہ کے
نظر میں تھی عاقل کے یہ بات کین　　رکاب آکے شہ کی دبایا ہے وین
جو گھوڑے سے اترا ہے شاہ برزمین　　سو عاقل نے جھاڑا زمین کے تین
اوٹھا گھوڑے کا چارجامہ لے آ　　ہے خاصا بچھانا کیا شاہ کا
پیالہ وہ تھالی تھی عاقل کے پاس　　نہیں ایسا تھا مرد خدمت شناس
سفر کے اوسے یاد تھے خوب ڈھب　　جو تھالی نکلا ہے عاقل نے تب
وہ تھالی کو گنئے میں دھویا ہو جا　　پچھے جھاڑ سے سیب توڑا ہے جا
وہ سب سیب کو دھو کے تھالی میں ڈال　　رکھا روبرو شاہ کے وہ خوش ہوا خصال

کہ شاہ کتئیں بھوک تھی اور پیاس　　اوسے دیکھ شہ خوش ہوا بیقیاس
نظر بند سب سیب جب کھالیا　　کا تب شاہ کتین ضرورت ہوا
جو عاقل کتین بات کرنے کتین　　سو عاقل کو تب شاہ فرمائے ہیں
لگی پیاس ہے مجھ کو پانی پلا　　بہت دلمیں عاقل یہ سن خوش ہوا
کہ معشوق میری کرے مجھے بات　　سمجھ دلمین یہہ جلد وہ نیکذات
پیالہ کتین جلدی سے دھولیا　　جو پانی کتین شاہ کو لادیا
سو شہہ نے پیا ہے وہ پانی کتین　　مجھے جھاڑ سے لگ کے بیٹھایا ہے ویں
اور عاقل کو فرمایا کہیں بیٹھ جا　　سو عاقل نے کسکر کمر کو چلا
سبھی فوج پر شاہ غصے سیں تھا　　جو ایک آدمی بھی نہیں تھا رہا
ہو کر شاہ بیٹھا تھا بر چین چین　　لگا دلمیں اس طور سے کہنے کتین
کہ گھر جا کے دیوئنگا تعزیر میں　　جو سب فوج پر رکھ کے تفصیر میں
ہے شاہ دلمیں یہہ بات کرنے لگا　　جو عاقل تہ چاروں طرف دیکھتا
خبردار تھا وہ ساروں کتین　　وہ شہ کی خبرداری کرنے کتین

در بیان اور دن سمن شہزادہ استغسار کردن حقیقت اوشاہ نظر بند گفتن سمن ہرن پشت خود

سو کین دور سے ناگہان ایک غبار　　لگا دسنے عاقل کتین ایکبار
تب عاقل کرنے کتین جستجو　　کہا دیکھنے جلدی سے آکے ہو
یہہ شہہ کو بھی وہ گرد دسنے لگی　　سو عاقل نے یوں شہ سے عرض کی
کہ آتا ہے دور سے کوئی ایک سوار　　بہت لوگ کا نین ہے گرد و غبار
کہ شاید ہمارا ہے کوئی ایک سوار　　یہہ بولا سو عاقل چلا ایکبار
لگا جا کے پھر دیکھنے اوس کتین　　لیا کھینچ تلوار کو اپنے دین
جو نزدیک جب ہو ہوا ہے سوار　　کیا شہ سے عرض عاقل نے آ
ہمارا یہ دستا نہیں ہے سوار　　دسا اجنبی شخص وہ نام دار
یہ کہتے تھے نزدیک آیا ہے وہ　　ہرن گود میں لیکے روتا ہے وہ

وہی تھی ہرن جس کو مارا تھا شاہ
اوسے دیکھ حیرت کیا بادشاہ

سو وہ آکے گھوڑے سے اترا ہے وین
لگا پوچھنے کو یہ عاقل کتین

کہ تم کون اور کون ہے دوسرا
جواب اسکتین کو یہ عاقل دیا

میں نوکر ہوں یہ ہے میرا بادشاہ
نظر بند ہے روم کا بادشاہ

نظر بند کا جب سنا ہے و نام
کہا بھائی صاحب میرا ہے سلام

نظر بند نے تھوڑی تعظیم دی
سلام اوسکا لیکر خوش آئیں ستی

کہا یہاں تمہیں آنکر بیٹھتے
بھی نام و نسب اپنا سب بولئے

سبب کیا ہرن کو لئے پھرتے ہو
کہ سب اپنا قصہ مجھے بول دو

او نہیں رو کے قصے کو کہنے لگا
کہا نام میرا سمن بادشاہ

میں ماباپ کو ایک لوتا تھا ایک
سمن شاہ میرا رکھے نام نیک

بہت چاؤ سے پالتے تھے مجھے
محل ایک بنائے میرے واسطے

میرے تین بہت چاندنی سے تھا شوق
بہت عیش و عشرت سے تھا مجھکو ذوق

اسی طرح سے میرا گزران تھا
عجب ایک شب کا تماشا ہوا

کہ اوس شب چھپر گھٹ پہ سوتا تھا میں
ایک عورت بہت خوب آئی ہے وین

لئے پاندان میرا اور پان کہائے
عطر دان سے عطر لیکر لگائی

جو تھوکے میری پیکدان جب روٹھا
سو بعد از سے نزدیک او میرے آ

میرے منہ کا کپڑا اوٹھائی ہے او
مجھے دیکھ مجھ کو جھکائی ہے او

اوسے دیکھ غش سے گئی میری تات
میرے منہ پہ اُن لاکے چھڑ کا گلاب

میں ہشیار ہوکے جو پوچھا اوسے
تو جن ہے کیا یا آدمی بول دے

کہ اس رات کتین تو آئی سو کیا
میرے تین تو آکر اوٹھائی سو کیا

کہی میں نہ جن ہوں نہ ہوں آدمی
میرا نام سن تو نرگس پری

میں عاشق ہوں دل سے تیرے اوپر
اسی واسطے آئی ہوں تیرے گھر

یہ بات اس سے سن میں بہت خوش ہوا
میں ہوشیار ہو عیش و عشرت کیا

سو آتی تھی ہر شب کتین وہ پری
اسیطرح سے میری گزران تھی

جو ایک شب ہوکر گھابری وہ پری
میرے ستے یو آکے کہنے لگی

میرا عشق کا غل غلا سب ہوا
یہ شہرت پرستانمیں اب ہوا

میرے تین کیا چھتے ہیں سارے قید
ہوا ہے دوست میرے ستے ناامید

لگی رونے پھر وہ پری زار زار
لگا رونے کو میں بھی ہو بے قرار

اسیطرح پھر تھوڑے دن گئے گزر
سو ایک روز بے وقت وہ میرے گھر

بہت گھابرے ہوکے ہو بے قرار
میرے سے کہی آکے وہ دلفگار

مجھے آج کے روز کرتے ہیں قید
کہ تو ہو میرے ستے اب ناامید

پر ایک شرط محکم میرے سے تو کر
سوا میرے کسکو تو شادی نکر

ترے سے بھی مجھ کو نہیں ہے قرار
کہ تو توڑیو مت یہ میرا اقرار

کیا شرط میں اس پری سے قبول
لگے رونے ہم دونوں ہوکر ملول

اونے دائی ایک لائی تھی اپنے سات
پری بولی میرے سے اے نیکذات

یہ ہے ذات میری تو اے مہربان
چھپا رکھ اسی کو تو تصویر جان

اگر یاد آوے میری تجھ کو بات
سبھی پوچھ لیجو تو اس دائی سات

میرے تین تین اسے دیکھ کر یاد کر
تیرے دل کتین اُستے شاد کر

یہ بولی سو رونے لگی زار زار
لگیا میں بھی رونے کتین ایکبار

سو وہ رو کے پھر میرے گلے لگی
پری چھوڑ کر دائی کتین چلی

پھر اوسی دن سے آئی نہیں وہ پری
کہ شاید کہیں قید میں ہی پڑی

میں سب بادشاہی کتین چھوڑ کر
یہ پھرتا ہوں دائی کو لے دربدر

نظر بند سارا یہ احوال سن
ہے پوچھا اوسے کون ہے یہ ہرن

سمن نے نظر بند کو رو کر کہا
وہ دائی ہے جس کا لیا نام تھا

ہرن کی نبا اپنی صورت کیتین
ہوا کھانے جاتی ہے جنگل میں کین

جو صحرا میں کوئی تیر مارا ہے آج
جو غصے سے برحم میری ہے مزاج

لگی تیر وہ پاؤنمیں اوسکے جا
لہو پاؤں سے اوسکے بے حد گیا

اسی واسطے اب تو روتا ہوں میں
ہوا دکھ پہ دمبل یہ میرے تیئن

نظر بند نے سن کے ہنسنے لگا
کہا یہ تو مجھ سے ہوئی ہے خطا

اسے تیر مارا ہوں میں در شکار
یہ معلوم مجھ کو نہ تھا زینہار

یہ سن مسکرایا ہے عاقل نے تب — تھی اشیا ضرورت کی اس پاس سب

کچھ عاقل کے ہمراہ مرہم بھی تھا — وہ ہرن کو مرہم لگایا لے آ

سمن سے نظر بند کہنے لگا — ملاؤنگا معشوق کو میں لے آ

کرو فکر مت تم کسی بات میں — وہ آخر پری آوینگی ہات میں

جو پوچھا سمن نے نظر بند سے — یہ کون آدمی ہے کہو تم مجھے

نظر بند نے ڈال چین بر چین — لگا بولنے کو سمن کے تیئں

یہ نفرا تھا اوسکو کیا میں امیر — جنگل میں مارا ہے تب جبکہ شیر

سو کہنے لگا پھر سمن شہ سے یوں — نہیں فوج دستی تمھارے سے کیوں

سمن سیتی پھر غصے میں آ کے شاہ — کھا کتیں نکل گئے ہیں میرے سپاہ

میں گھر جا کے سب کو دونگا سزا — دیوں ئ خاک میں سب کتیئں کو ملا

سمن بولا اے بھائی صاحب تمہیں — سزا کس کو مت دیو خدا کے تمہیں

یہہ باتان کئے تک گئی دھوب سب — ہوا سہ پہر کا سمایا جو تب

جو عاقل کنتیئں شہ فرمائے ہیں تجھے گھر کی کیا راہ معلوم نہیں

تب عاقل نظر بند سے کہنے لگا — مجھے خوب معلوم نہیں راستہ

میرے تیئں ہوے حکم شاہ کا اگر — مگر غور کر راہ چلونگا مگر

دربیان ایکروز فوج نظر بند شاہ از بیابان

یہہ باتاں میں تھے تک دسا یک غبار — تب عاقل نے شاہ سے کیا ایکبار

کہ شاید ہمارے یہ دستے سوار — ہے حضرت کتیں دھونڈتی ہو خوار

ہوے حکم تو جا میں بولوں خبر — وہ خوش ہوویں گے سن کے سب ایکسر

نظر بند تھے سے کہنے لگا — اگر دل میں آوے تمہیں بولو جا

سو وین گھوڑ پر چھڑ کے عاقل چلا — ہوا روبرو فوج کے جلد جا

وہ سب لوگ عاقل کے نزدیک آ — کہے اوسے ہے یہاں شہنشاہ کیا

وہ سن کر سبھی شکر لائے بجا — سو گھوڑوں سے اوترے سبھی اسجگا

پیادہ ہوئے روبرو شہ کے آ — سو آداب و کورنش لے آئے بجا

وزیران امیراں سبھی یوں کہے — کہ ہم حکم پر تھے چلے شاہ کے

سہیلیاں سبھی شاہ کے سات تھے — یکایک او پہنچائے آکر ہمیں

مرصع کی ہرنی وہ جنگل میں ایک — جو پیدا ہوئے شاہ نے اوسکو دیک

سو گھوڑے کو دوڑا کے بے اختیار — کیا اس کا پیچھا شہ بردبار

ہمیں سارے گھوڑونکو دوڑائے ہیں — سو کین شاہ کو پھر نہیں پائے ہیں

جو ہم خوش طرح کھیلتے تھے شکار — یہ سنکر ہمیں سب ہوئے تار تار

بفضل خدا و بفضل رسول — ہمارا نر ہوا مدعا اب حصول

خدا آپ کے تیئں رکھے دیرگاہ — ہمارا یہ جیتا رہے بادشاہ

سہلیاں نے پھر عرض کرنے لگیان — کہ ہم دھونڈ کر جبکہ ماندیاں یویان

ہے تب فوج جا کئے ہم خبر — ہکہ دستا نہیں ہے شہ بحر و بر

سمن سن کے بولا نظر بند کتین — کہ اے بھائی اب سبکی تقصیر نین

غرض شاہ گھوڑے پہ ہو کر سوار — چلا گھر کتیں شان سے ایکبار

جو گھر جا کے داخل ہوا بادشاہ — سب آرام گھر جا کے پالئے سپاہ

صبح ہونے میں اوشہہ تاج و تخت — ہے تخت پر بیٹھا فیروز بخت

وزیر اور امیر اور بخشی تمام — اہالی موالی ملے خاص و عام

تب عاقل کتیں شہ آگے بلا — کرم فضل کر کے وزیری دیا

خریب اور ماہی مراتب تمام — وزرات کے سارے مراتب تمام

جو نوبت علم اور ہے نالکی — دیا اسکو جھالر بندی پالکی

جواہر منگا اوسکو سارا دیا — نظر بند کو عاقل نظر لادیا

جب عاقل نے آداب لایا بجا — تب ارکان دولت کو نین جوش لگا

سبھی دلمیں کھائے ہیں پیچ و تاب — یہہ کچھ ایک نہیں منہ سے بولے جواب

جو عاقل نے جب کہ ہوا تھا امیر — وہ خیمہ میں گزران ناتھ امیر

اوسے جب وزیر کا منصب ہوا — سو اوسکا اسطور گزران تھا

جو اوسکی سہیلی تھی سو وہ خوش ہوئی — اور اسپر سے آکر بلائیں لئے

اور عاقل کتین پر نظر شاہ
دیا کارخانو نمین سب اپنے راہ

وہ عاقل نے دیکھا جو شاہ کا کام
کفایت کیا شہہ کا اور اپنا نام

ہے شہ اوسے دلمیں بہت خوش ہوئے
جگہ اسکی ہے اپنے دلمیں کئے

اور گوشہ کارخانو نمنیں سب
دیا دخل خاصی خزانو نمنیں سب

نظر بند اسکو سچھ خیر خواہ
لگا جینے دہر کر کرم کی نگاہ

سمن کو جو لائے تھے شہ جا شکار
اوسے ایک حویلی دئیے خوش نگار

بھی جتنے اوسے آدمی تھے ضرور
نظر بند دلائے وہ سب از حضور

ہمیشہ اسیطرح رہنے لگے
اسطرح سے دن گزرنے لگے

سمن کو دیئے ایک جاگیر شاہ
لگے رہنے خوش وقت شام و پگاہ

پھر عاقل نے اپنے اسیطور سے
ہے رہنے لگا اپنی دستور سے

نکچہ شان و شوکت کیا ہے زیاد
وزیری سے نہیں کچھ ہوا ہے وہ شاد

جواہر نہیں وہ پہنتا تھا کبھی
کیو جیون پہنے تھے وزیران سبھی

بوقت سپاہی وہ جسطور تھا
وزارت ہوے پر بھی اسطور تھا

جو خیمہ میں رہتا تھا سو رہتا تھا او
نئی کوئی حویلی نہ بن وایا او

اوسے دیکھکر کہتے تھے سب وزیر
لے بخشی سے تھا وہ امیر وزیر

جواہر سبب کیا یہ نہیں پہنتا
وزارت کی خدمت سے میں خوش ہوا

جو پھر تھوڑے بولے ہیں اس طور سے
یہ نفرا تھا معلوم کیا ہے اُسے

جواہر نہ دیکھا تھا یہہ تو سبھی
ہے دیکھا تھا کب خوبیاں یہ سبھی

نظر بند اسکو یہ درجہ دیا
وگر نہ یہہ محتاج تھا بے حیا

اسے طور دولت کی معلوم نین
یہہ پاجی کے نین کچھ بھی مفہوم نین

تب عاقل کے حق میں وہ سارے امیر
لگے کرنے یوں طعن ہائے کبیر

سمن ایکدن بولا عاقل ستی
کہ اے بھائی عاقل میں تم کو کبھی

سو ایک جامہ کے اے بھائی جان
ندیکھا جواہر سے اے مہربان

ونے بھائی صاحب وزیری تھے
سبب کیا جواہر پہن تے نہیں

سوا خیمہ کے گھر بناتے نہیں
سبب کیا حویلی بناتے نہیں

بڑا امر جبہ تم کو ہے رب دیا
خدا نے تمھارے تئیں سب دیا

سمن کو دیا نین کچھ عاقل جواب
لگا کام میں جا کے اپنے شتاب

سمن آنظر بند سے ایکدن کہا
میں عاقل کو کچھ شوق دیکھنا

نہ کھانے نہ پاکا ہے اسکو شوق
نہ رہنے کو گھر نہ جواہر کا ذوق

نظر بند نے یوں سمن سے کہا
یہہ نفرے کو معلوم گیا مرتبا

اگر کھادی کا اسکو جامہ ملے
موٹا پا خوشی سے تو اسکو چڑے

جب ایسے کتین کو وزیری ملے
خرابی وزیری کی ہے دیکھئے

ولیکن مرا دل سے ہے خیر خواہ
سمن سے کہا اسطرح بادشاہ

خوشی سے پھر دن گزرنے لگے
سبھی خیریت سات رہنے لگے

تب ایک بصرے سے ہرکارہ آ
وزیر خردمند کو خط لادیا

دبیر سخندان کتین وہ وزیر
بولا کر دیا اسکو خط دل پذیر

سو وہ پڑھ کے خط کے مطلب کتین
وزیر ہنرور کو بولا ہے وہین

جو بصرے کا عاقل نے یوں تھا لکھا
کہ اب دس برس سے ہے یہاں ایک بلا

نکلتا ہے یہاں ایک بڑا اژدھا
سبھی شہر کے تیئں کھا جاتا ہے آ

سبھی آدمی اور سبھی جانور
پہاڑان گھر ان اور سارے شجر

نہایت نہایت ہے قد میں بڑا
نہ دیکھا کوئی شخص بھی انتہا

اور اب یہاں کے اہل بصارت تمام
ڈراتے ہیں مجھ کو سبھی خاص عام

سمجھے سات جہنے کے ہے وہ بلا
نکلتا ہے اس سال وہ اژدھا

سبھی خلق جاتے ہیں اب اول سا
کہ اس سال پیسا نہیں آئیگا

جو فیروز شاہ وقت کا تھا یہ طور
کہ جس سال ہووے یہہ موذی کا زور

تب اوس سال وہ شہہ نہ لیتے تھے زر
کہ ملک بصرہ نجاوے اوجڑ

میں اب اطلاع آپ سے ہوں کیا
کہ حضرت نظر بند سے بولو جا

وزیر خردمند اس خط کے تین
نظر بند شاہ پاس بھیجا ہے وہین

خردمند بھی خط کے سمجھے گیا
وہ خط پر نظر بند نے یوں کہا

کہ بصریکے عامل کو یہہ خط لکھو
نہ کچھ ملک میرا اوجھڑ نے تو دے
یہہ سنکر خردمند ہو گھابرا
وہ اہل کاروں سے جاکر دیکھا
یہہ ممکن نہیں ہے جو بولا ہے شاہ
اگر مارے جاتا وہ دیوے سیاہ
بہت تھا کیا شہ تدبیر وہ
نہ مار اگیا ہے جو اس وقت میں
یہہ سب اہل کاران نے سنکر کہے
یہہ بچہ ہے بچپن کے گن اسمیں ہے
یہہ سنکر خردمند بولا اونے
وہ بولے یہہ عاقل کو معلوم گیا
اونے بولا جو ہو سو ہو جاؤنگا
وہ نظر ہے بو یگا شہ بولے جو
تب عاقل کے ڈیرے میں جلدی گیا
کہا وہ بھی جو شہ دئے تھے جواب
جو کچھ شاہ فرماتے ہیں سو لکھو
خردمند نے پھر دیا ہے جواب
یہہ دستور جدو پدر سے چلا
پھر عاقل نے بولا خردمند سے
قضارا سہیلی نظر بند کی
سو عاقل کتیئں آکے بولی پیام
نظر بند سے جاکے بولے وہ سب
بلایا ہے سارے وزیروں کے تیئں
کہا تم سے جا مارو کوئی اژدہا

وہ تو اژدہا جلدی سے ماریو
نکلنے نہ دے ویسا پھر کسے
نکر شاہ سے بات پھر کر چلا
کہ ارشاد یوں بادشہ کا ہوا
وہ بچہ ہے معلوم نین اسکو راہ
یقین مارتا اسکو فیروز شاہ
نہ اس کام میں کرنا تقصیر وہ
وہ کیوں سارے جاویگا اسوقت میں
شہونکے روش نین ہے معلوم اسے
جو کچھ بولتے ہم تو سن اسمیں ہے
بھلا بولوں عاقل کو جاکر میرے
وہ نفریکو یہہ باتین مفہوم گیا
میں عاقل کتیئں یہہ سنا آؤنگا
نہیں ہیگا حاصل کچھ اس بات کو
اوسے سارے خط کی حقیقت کہا
یہہ سن اوس سے عاقل کہا یوں شتاب
وہ خط جلد بصرے کتیں بھیجدو
کہ یہہ دوردستی ہے عقل از صواب
خیر اسکو نین ہے یہہ ہے شہ نیا
میری رائے یہہ ہے جو بولا تھے
شہنشاہ کا پیغام لے آئی تھی
یہہ دونوں کے باتیں سنے والسلام
نظر بند غصے میں آیا ہے تب
بھی بخشی کو سارے امیروں کتیئں
کھڑے سامنے تھے سبھی سر جھکا

نظر ابند کا کوئی دے نین خواب
نظر بند نے پھر بولا سب کتیں
وہ کہنے لگے بند کے دست ادب
جو حضرت کے دادا تھے محمود شا
کہ جس سال نکلے وہ مار سیاہ
نہ لیتے تھے محصول اس سال کا
کہ حضرت کے والد کی بھی تھی یہ چال
یہہ ہے مقدور مارے اوسکے
سو عاقل نے سنکر یہ سب گفتگو
نظر بند سے تم کہو جلد جا
میں جاتا ہوں اب مارنے اژدہا
سہیلی نے جلدی کہ جا شاہ سے
یہہ سنکر نظر بند نے خوش ہوا
یہہ نوکر کے دل میں جنگا کیوں ہو
یہہ نظر تھ میں اسکتین خوب ایک
یہہ نظر تھامیں اسکتین خوب دیک
یہ سب لوگ میرے ستے کر کے صند
سمن نے کہا بھائی صاحب یقین
تمہارا یہ ہے دل ستے خیر خواہ
دئے اسکو خوش ہو کے شاہ پاندان
موافق تو درجے کے لے فوج سات
تب عاقل نے آداب لایا بجا
سہیلی کے پھر بات سے شاہ دین
سبھی عہدہ داروں کتیں کو بلا
یہہ سنکر ہر ایک عہدہ دار آئے ہیں

سو غصے سے شاہ کو نہ آئی ہے تاب
سبب کیا جواب اب میرا دیتے نین
ہوے حکم تو عرض کرتے ہیں اب
یہہ دستوار سوقت سے ہے چلا
تو اس سال کتین وہ عالم پناہ
قدیم ہے یہ معمل آیا چلا
کہ جو عرض ہم نے کئے قیل وقال
بہت انکے دلمیں ہوا ہے عتاب
سہیلی سے اپنے کہا جلد او
اگر حکم ہوے تو شہنشاہ کا
بفضل خدا مار کر آؤں گا
کھی ہیگی جو کچھ تھے عاقل کہے
سمن کے طرف دیکھکر یوں کہا
جو کس سے ہووے سو اس سے ہو
وزیری دیا اسکتین دیکھ نیک
وزیری دیا اسکتین دیکھ نیک
نمانے میرے حکم کو ہو بحد
یہ ہے مرد عاقل بہت دوربین
جو صورت میں ہے خوب مانند ماہ
ہے فرمائے پر اسکو ہو مہربان
جو کچھ اور درکار ہے سو لے بات
بھی سامان کرنیکو اپنے ڈیرے چلا
زبانی یہ عاقل کو کہلائے ہیں
لیو تم جو درکار ہو برملا
سو عاقل انہوں کو یہہ فرمائے ہیں

میں بصرہ چلا شاہ کے حکم پر
سفر کو جو کچھ ہووے درکار سو
وہ سب خوب ہے لکر گھر گئے
وہ بھجوا جلدی سے عاقل کے گھر
بھی عاقل لیا مول ایک سانڈنی
موافق نظر بند کے حکم کی
کیا ہے وہ دلمیں ساز و سفر
سفر کا میں سامان کر کے طیار
یہہ سن شاہ عاقل سے خوش ہوئے
کہ مانند شیر اسکو مت مار تو
بہت جان کتئیں کو اپنے بچا
بہت شاہ کتین جب لگا ہے برا
سمن بھی لگا رونے کتین پکار
طلا کا منگا بھیج کر پاندان
کہا شاہ میں سونپا ہوں بہر خدا
سو عاقل نے وین شہ کو کر کورنشات
سہیلی بھی عاقل کے پیچھے گئی
تمھیں جانے سے میں ہوں اب بیزار
رکھو اپنے تم جان کتین سنبھال
خدا اور نبی کو تو سونپے ہو نمیں
سہیلی نے رو کر چلی اپنے گھر
چلے اوٹھ کے وہ ۳ پھر رات سے
لیا اپنے ہمراہ دو سانڈنی
دیا او سپر دو شخص کتین بٹھا
فراغت جب یہ کاموں سے پائے ہیں

جو سامان میرا تم کرو جلد تر
میرے تیئں تمہیں جلد تر بیج دو
سفر کا سرانجام عاقل لئے۔
ہے عاقل رکھا یا وہ سب دیکھکر
بہت تیز رو جلد ایک سانڈنی
ہے عاقل سواران لیا تھوڑے سے
کھا شاہ سے آکے پھر شیر نر
اب آیا ہوں رخصت کا امیدوار
سو عاقل کتئیں پیار سے یوں کہے
خبرداری سے رہکہ ہشیار تو
خبرداری سے او سکتین کو مار آ
تب عاقل نے ہوزار رونے لگا
سب حفار رونے لگے ایکبار
دیا ہے وہ عاقل کو شاہ جہاں
کہ جلد آؤ تم مار کر اژدھا
چلا ہیگا ڈیرے کو وہ نیکذات
او سے جا کے ڈیرے میں کھنے لگی
میرا چین دل سے اٹھا اور قرار
کہیں اژدھا سے نہو پائمال
کہ رخصت اتا تم سے ہوئی ہو نمیں
وہ ڈیرے میں عاقل رہا رات بھر
بھے گھوڑے کے اوپر سوار ہوا پے..
رکھے اپنے اوپر ضرورت سبھی
جو باورچی ایک آدمی دوسرا
وہ لوگوں سے تب اپنے فرمائے ہیں

میں آگے چلا جاتا ہوں تم تمام
یہہ بولا سو عاقل روانہ ہوا
دیا بیج جلدی ستے کئی سوار
سواران جو وہاں آکے داخل ہوئے
کھے سب نے اسکو کہ عاقل گیا
تمھیں آؤ پیچھے میں آگے چلا
یہ بولے سو سب کوچ کر وین چلے
کہ ان سب کے آگے تھا عاقل کھا
پکا کھانے کتین کو کھایا ہے او
پیچھے وقت جب ۲ پہر کا ہوا
ایتے میں جو لوگاں کے پیچھے اٹھے
پھ عاقل نے ان سب ستے یوں کہا
یہہ بولا سو گھوڑے پہ ہو کر سوار
وہ جلدی سے پھر فوج بھی کوچ کی
اسی طور دوسرا کئے پھر مقام
یہہ ڈیرے یمین حاضر تمہیں او ترو آ
تب عاقل نے ان سب سے بولا ہے وین
اترنا مجھے دور کین خوش لگا
سو عاقل کے وہاں شانکا کچھ نہ تھا
وہ لوگ اوسکے اسطرح کو دیکھ کے
یہہ آخر کو پاجیکا پاجی رہا
وہ سب اسیطرح باتیں کرنے لگے
اسطرح عاقل نے پھر جلد تر
لکھا خط تھا بصرے کے عامل کو شاہ
یہہ خط جب کہ عامل کو پہنچا ہے جا

میرے پیچھے آؤ سبھی خاص و عام
جو بخشی سنا سو ہوا گھابرا
وہ گننے میں آئے ہیں سب دو ہزار
ہو عاقل کتین ہیں لگی پوچھنے
وہ جانے کے وقت ہے یوں تہ کھا
تمھیں سارے آئے سو بہتر ہوا
جو عاقل کتین تا ملاوین بڑے
ہے اترا او ایک جھاڑ کے نیچے جا
بھی آرام تھوڑا سا پایا ہے او
سو عاقل پھر کوچ کرنے لگا
وہ عاقل کتین آن کر سب ملے
تم آؤ پیچھے میں آگے چلا
چلا سانڈنی سات لے نام دار
ہے عاقل کے پیچھے سے جلدی چلی
سو عاقل کو بولے ہیں جا کر تمام
کہ خاصا بھی حاضر ہے کھاؤ منگا
تمھیں کھاؤ کھانیکو میں کھاتا نین
یہ خیمہ میں رہنا نہیں خوش لگ
اسی واسطے وہ کنارہ کیا
ہیں اپسمین یوں باتا کرنے لگے
یہہ خدمت کو یہہ شخص لایق نتھا
یہہ کامو نپہ عاقل کے جلنے لگے
چلا ہے وہ بصرے کی رہ کو پکڑ
وزیر ایک بھیجا ہوں میں خیر خواہ
وہ جلدی سے تیاری کرنے لگا

جو عاقل نے بصرے کے لگ بھگ گیا / خبر سنکے عامل نے باہر چلا
لیا فوج ساری اوٹھا اپنے سات / وہ ہودے پہ بیٹھا اپنے نیکذات
طوایف بھی اپنے لیا سات او / چلا پیشوا جلد عاقل کے ہو
وہ دن جا کے جب دوسرا دن ہوا / سو عاقل نے بصرے میں داخل ہوا
اودہر سے جو عاقل نے آ کر ملا / نہ پہچانا عاقل کتیش کو ذرا
ہو ہو دیمین دیک او سکتین غش کیا / جو کوئی دیکھا او سکو سو عشق کیا
اوسے دیکھ عامل نے دلمیں کہا / یہہ عاقل کا شاید کوئی پیشوا
ایتے میں لگی فوج دسنے کو سب / سو عاقل کہا دل میں اپنے تب
اسی فوج میں ہیگا عاکہیں / جو فوج آئے نزدیک جسدم وہیں
لگا پوچھنے اون سے عامل نے وہیں / وزیر ہے کہاں تم کہو میرے تین
کھے سب نے تنہا جو گھوڑے پہ تھا / وہ عاقل وزیر ہے نظر بند کا
وہ عامل یہہ سنتے اتر کر چلا / سو جلدی سے عاقل کو جا کر ملا
جو آداب جلدی سے لایا بجا / وہ عاقل سے عرض کرنے لگا
میں حضرت کو بلکل تو پہچانا نین / عفو حضرت یہ بندے کتین
تب عاقل نے عامل سے بولا یہ بات / میں خوش ہوں ہوں اب آؤ تم میرے سات
یہ بولا سو بصرے میں داخل ہوا / جو دار الامارا میں اترا ہے جا
تب عامل نے کنجیاں قلعہ کے لے آ / نذر جلد گزرانا عاقل کو جا
وہ عامل سے عاقل نذر کو لیا / وزیر اوسپہ پھر مہربانی کیا
پھر عامل کیا عرض یوں از وزیر / جو خاصہ کو حضرت کے اب کیا ہے دیر
میں حضرت کا خاصا رکھا ہوں پکا / ہوے حکم تو لیون اسکو منگا
پھر عامل سے عاقل نے کہنے لگا / کہ کھانے کتیش میں نہ کھاؤنگا
مگر تم یہ کھانا منگالو تمام / یہ مجلس کو سارے دلادو تمام
یہ سنکر وہ عامل نے حیرت کیا / سبھی کھانا پھر ور برو وہ منگا
تب عاقل نے معمول کھانا منگا / تناول کیا نایب و بادشا
ہے تقسیم سارا کرایا طعام / سپاہ اور مجلس کو بھیجا تمام

پھ عاقل نے بولا ہے عامل ستی / اترنے مجھے دیو ایک کوٹھری
وہ عامل نے یوں عرض کرنے لگا / یہ دار الامارا ہے سب آپکا
غرض کوٹھری ایک عاقل لیا / دیکھا اسجگہہ ہے چھپر کھٹ دہرا
چھپر کھٹ کتیش جلدی سے وہ اوٹھا / تب اپنا بچھونا کیا ہے منگا
کہ ہمیشہ خیمہ میں رہتا تھا وہ / یہاں جو حویلی میں اترا ہے وہ
نہایت اوسے چین و آرام ہوا / طبعیت کو اوسکے بہت خوش ہوا
سو عامل کتین پھر بلا بھیج کے / وہ حال اژدھا کا لگا پوچھنے
یہ عامل نے عاقل سے کہنے لگا / پیئل ایک بولا ہے میرے سے آ
لپیٹلان سبھی اور سکتین جانتے / اوسے پھر کرا اپنا پہچان تھے
وہ بوڈھا ہے اور سب نین ہے معتبر / جو بولا ہے اسطرح سے آن کر
وہ کل صبح کو آیگا در حضور / بہت کچھ شرف پائیگا در حضور
ہے یہ سنکے عاقل بہت خوش ہوا / وہ عامل نے پھر اوٹھ کے گھر کو گیا
بھی عاقل نے تھوڑا سا سو کر اٹھا / پھر عامل نے یوں عرض آ کر کیا
کہ خاصا ہے تیار اب شام کا / ہوئے حکم تو لیوں اسکو منگا
کہا ہیگا کھانا بٹادیو تمام / مجھے بیج دو ایک خوان طعام
تمہیں کل سے کھانے کو میرے لئے / خبردار ہرگز نہ پکوائے
وہ عامل نے میؤں کو طبقو نمیں بھر / لے آیا ہے عاقل کے پھر جب نذر
تب عاقل نے میوہ بٹایا تمام / اپے بھی لیا اوسمیں سے ایک دو آم
پھر عامل نے کھانے کو کھانا منگا / بلایا ہے عامل کو اپنے جگا
لگا پوچھنے اوس سے بصریکا حال / دونو نمیں ہونے لگی قیل و قال
یہہ عاقل نے بصرے کا احوال سن / لگا اس سے کہنے کو پھر ایک سخن
کہ باروت تم اب بنانے کتین / کرو حکم شورا ایسا نے کتین
بہت سی ہے باروت سے مجھکو کام / پساجلدی مجھکو دلاؤ تمام
کل ہی سے لگاؤ پسانے کتین / کرو اہتمام جلد اوسکا تمہیں
تمہیں دیکھکر میں بہت خوش ہوا / مجھے کام صاحب کا سب خوش لگا

تمھارے یہ بصریکا کام ہے بحال   سلامت روی کے ہے صاحب چال
یہ سنکر وہ عامل نے تسلیم کر   چلا کے ہور خصت نکل اپنے گھر
صبح ہونے میں جو کہ عاقل اوٹھا   نماز و وظیفہ سے فارغ ہوا
جو اتنے میں عامل نے جلدی سے آ   کیا عرض عاقل کے نزدیک جا
وہ بوڑھا پٹیل آکے حاضر ہوا   سنا سو یہ عاقل نے اوٹھکر چلا
پٹیل آکے مجرا کیا سامنے   سلام اوسکا لیکر یہ عاقل کہے
مجھے بول نکلیگا کب اژدھا   تو رہنے کا گھر اوسکا مجھ کو دکھا
وہ نکلیگا کس روز کس وقت سو   مجھے اسکا سب تو بتادے جیؤ
اسے لیکر ہمراہ عاقل وزیر   چلا دیکھنے ہد کو جب وہ مشیر
جب عاقل نے ہمراہ آنے لگا   تب عاقل نے عامل سے بولا نا آ
اوسے لیکے ہمراہ عاقل گئے   کہ جان اوسکا ہد تھا سو دیکھے اوسے
پھر عاقل نے پوچھا اسطرح اسے   نکلنے کو کتے دن ہیں کہہ میرے سے
کہاوہ کہ باقی رہے ہیں ۳ ماہ   نکلنے کتین وہ بلائے سیاہ
یہہ سن اوس سے عاقل پھر یوں کہا   نکلنے کے دو ور روز آگے تر آ
مجھے اطلاع کردے اے نیک کار   بہت خوب آنے کہا ہے پکار
کہا اوسکو ہر روز آ ایک بار   دیا اوسکتین پھر روپے دو ہزار
سو عاقل نے پھر وہاں سے گھر کو چلا   اسطرح سے پھر ہو رہنے لگا
کہ باروت ہر روز بنتی تھی اور   گزرتی تھی عاقل کے آرو برو
باروت حد سے زیادہ نہی   اسی طرح سے پھر بھی بننے لگی
ہے ایکدان پٹیل آکے کھنے لگا   نکلنے اوسے ایک ہفتہ رہا
یہہ عاقل نے عامل سے بولا ہے پھر   وہ کچھ راز مخفی کو کھولا ہے پھر
کہا پھر تو تم بیلداران بلا   رکھو وہ بھی حاضر جو تم سے کہا
وہ عامل نے سب بیلداران بلا   جمع کر کے بولا ہے عاقل سے آ
منادی کرایا ہے عاقل وزیر   نکوئی ویسا جاوے برنا و پیر
پھر عاقل نے گھوڑے پہ ہوکر سوار   چلا بیلداروں کو لے ایکبار

پٹیل اور عاقل نے جاہد کے پاس   کھا یکدارون کو وہ با حواس
شروع یہاں سے تم کریو ہو سب کھودنا   بڑا ایک گڑھ جلد اب کھودنا
پٹیل اور عامل سے عاقل کہا   جہاں تک نکل جاویگا اژدھا
کھودا ؤ تمہیں وہاں تلک یہہ گڑا   تمہیں جانتے ہیں سب میں ہونیا
وہ دونوں نے آداب لائے بجا   شروع پھر کھدنا کئے ہیں گڑا
سمجھے جاکے عاقل کو بولے خبر   کہ تیار ہے وہ گڑھا کھود کر
تب عاقل نے عامل ستی یہ کہا   تمہیں ساری باروت لئیونگا
یہہ بولا سو گھوڑے پہ ہوکر سوار   چلا اسجگہ عاقل نام دار
نکلنے اوسے تین دن باقی تھے   کہ عاقل نے یہہ فکر اسکی کئے
جب عاقل نے پہونچا وہ جنگل میں جا   تب عامل باروت بھی لے گیا
کہ باروت عامل بچھانے کتیئں   کیا حکم اسکو لیجانے کتیئں
سبھی بیلداران بچھانے لگے   بچھا کر وہ دو ہیں فارغ ہوے
پھر عاقل نے دیکھ او سکتیئں خوش نہ ہوا   دیا اسپہ مٹی کو تھوڑی بچھا
رکھا اسکے بتی کتین دور کین   ہے چوکی بٹھایا حفاظت کتین
پھر عاقل نی بھی یوں منادیکیا   نکلتا ہے وہ رات کو اژدھا
سبھی رات کو قلعے میں آکے سوئے   کہ باہر نہ کوئی قلعہ کے بجائے
لیا ساتھ اپنے ہرکارے دو   وہ پھر ساڑنیان لے گیا جلد او
کسی شخص میں ہوش نین تھی بجا   کہ ہے رات کو کس کے سر پر بلا

دربیان کشتہ شدن اژدھا از تدبیر عاقل وزیر رفتن در ہد اژدھا

کہ جب دو گھڑی رات گئی ہے گزر   بیابان روشن ہوا سر بسر
وہ شعلہ کے مانند دسنے لگا   پٹیل آکے عامل سے کھنے لگا
یہہ آنکھ اوسکے ہیں شعلہ دستے ہیں سو   نکلتا اسطرح ہمیشہ ہے او
غرض وہ نکلنے لگا ایکبار   نکال اپنے من کو رکھا ایک کنار
وہ آدھے کے اوپر نکل جب چکا   پٹیل اسطرح جب سے کہنے لگا

یہ باہر نکل کر اے عالم پناہ
کریگا یہ عالم کو سارے فناہ

یہ عاقل نے سنکر بلا سارنی
کہا بیتی سلگاوے جلدی ستی

وہ عاقل سے سن سارنی کا سوار
کہا جا کی بتی دیو ایک بار

یہ سنکر دیئے ہیں تو وہ بتی لگا
وہ جنگل میں ایکبار آواز ہوا

وہ آواز ہوتے دھوان ایک ہوا
سو بعد از سے بستیو نکا ہکار اٹھا

تب عاقل نے ہرکارو کتئیں بلا
کہا جلد جاؤ اسے دیکھ آ

جو ہرکارے عاقل سے رخصت ہوے
وہ جنگل میں جا کے سب دیکھ پھرے

کھے آ کے وہ اژدھا جل گیا
وہ باروت کے زور سے گل گیا

یہ سنکر سبھی مردوزن خوش ہوئے
سب آرام سے رات کو سورہے ۔

جو عاقل اٹھا دو گھڑی رات سے
چلا فارغ ہو کر سبھی بات سے

وہ گھوڑے پہ جلدی سے ہو کر سوار
وظیفہ کو پڑھتا چلا ایکبار

وہ جاتے ہی من کو لیا ہے اوٹھا
ہے بعد از وہ جنگل میں سارا پھرا

پیچھے دیکھنے کو چلا ہدکے تئیں
اترا پنے گھوڑے سے آیا ہے وہیں

اوسے ایک عجائب تماشہ دسا
سو ہُدی میں سے دروازہ دسنے لگا

ہے عاقل نے دیکھ اسکو حیرت کیا
جو نزدیک دروازہ کے وہ گیا

وہ دروازہ کو یہ لگایا جو ہات
سو دروازہ کے کھل گئے دونو پاٹ

رکھ من کو عاقل کے تھا ہاتمین
سبب من کے در کھل گئے دونو پاٹ

کہ وہ آہنی در تھا سرتاپیا
ہے عاقل نے جب اسمیں داخل ہوا

بھی پیتل کا دروازہ وہاں ایک دسا
چلا وہاں بھی یہہ لیکے نام خدا

وہ دروازہ بھی ہات لگتے کھلا
سو وہانسے بھی عاقل نے آگے چلا

اوسے وہاں جو تانبے کا ایکدر دسا
اسطرح سے اسمیں سے بھی گیا

پیچھے اوسکے پچرس کا آیا ہے در
سو اسمیں بھی جب یہہ گیا نامور

دسا اوسکتیں پھر جو نقریکا در
وہاں سے بھی پھر یہ گیا ہے گزر

اوسے ایکدر وہاں طلا کا دسا
سو وہ بھی اسیطرح سے کھل گیا

وہ دروازہ سے بھی ہوا جب یہ پار
دسا ایک جواہر کا در خوش نگار

بہت دلمیں اپنے وہ حیران ہوا
جب عاقل نے نزدیک اوسکے گیا

وہ دروازہ بھی ہات لگتے کھلا
گیا اسمیں عاقل لے نام خدا

وہاں جا کے دیکھا تو ایک باغ ہے
ارم پھر بھی اس باغ کا داغ ہے

بہت خوبصورت ہے باغ جنا
صفت اسکے لکھنے کو طاقت کہاں

دسی ایک حویلی عاقل کتئیں
ہے عاقل چلا اوس حویلی کتئیں

جو نزدیک ان جا کے دیکھا تو کیا
یکایک اسے ایک جھولا دسا

وہ جھولے میں ایک نور اسکو دسا
اسے دیکھ غش کھا کے ان گرپڑا

اونے بھی اُدھر غش کرے ایکبار
پریاں سارے دوڑیاں ہے بے اختیار

سو چھوکریاں ہے جلدی لے آکر گلاب
پری کو جو پھر ہوش آئی شتاب

جو جلدی سے اٹھکر چلی ہے پری
کہ جان یہ پڑا تھا سو رشک پری

کہی جلد جا کر لے آؤ گلاب
منگا اسکے منہ پر وہ چھڑ کے شتاب

چھڑ کنے میں اسکو جب آئی ہوا اس
جو دیکھا ہے وہ آفتاب اپنے پاس

پری اوسکو بولی کہ چل اٹھ کے یار
تو آسودہ ہو کر میں چل آ یکبار

غرض اوسکو لیکے پری نے اوٹھا
سو جلدی سے جھولے پہ لے ہی بیٹھا

سبب اسکو آنیکا پوچھی اوسے
ہے عاقل کو پھر بولی اسطرح سے

کہ شاید میرے باپ کو تو نے مار
جو آیا ہے اس جا پہ اے میرے یار

وہ جیتا تو مقدور کیا تھا تجھے
کہ اس جا پہ تو پاؤں کو رکھ سکے

وہ بولی سو ایکبار رونے لگی
وہ آنسو سے منہ اپنا دھونے لگی

پھر عاقل نے تب دلمیں حیران ہوا
پری سے وہ اسطرح کہنے لگا

ترے باپ کتئیں نہ مارا ہوں میں
مگر اژدھا ایک مارا ہوں میں

پری نام جب اژدھا کا سنی
وہ رو رو کے ایکبار بے ہوش ہوئی

پری بولی ہو تو میرا باپ تھا
وہ برقعے میں تھا دیو تا سانپ تھا

بہت پاؤں ہات اسکے پڑتے تھے جن
نکلنے کو باہر نہ دیتی تھی میں

میرے ڈر ستی ہو نکلتا نہ وہ
نہیں تو ہر سال چلتا تھا وہ

اوسے اب بھی میں تو ندی تھی رضا
مگر اوسکی اس سال تھی جو قضا

کھااو نہیں دل اب تو تنگ ہے میرا	کہ انسان کو میں کھاکہ آؤں ذرا
یہہ کہکر وہ میرے سے رخصت لیا	میں لاچار ہو اسکو دی ہوں رضا
یہہ سنکر پری ستی عاقل کہا	کہ مرنے میں موذی کے نہیگا بھلا
پری ستی عاقل پوچھا ہے پھر	کہ تیرا تھا کیا یہ حقیقی پدر
کہی سن میں کہتی ہوں قصہ میرا	میرا سارا احوال سن تو ذرا
حقیقی میرا جو کہ ہیگا پدر	وہ جنّات کا ہے شہِ بحر و بر
ہوے عمر میں اسکو فرزند دو	میں ایک اور بہن میری ہے چھوٹی سو
میرا نام اونے رکھا پھول پری	بہن کا و نام اوستی نیں کہی
کہ جس اژدہا کو تو آیا ہے مار	میرا باپ یہہ جو تھا یار غار
کہ یہہ غم میں رہتا تھا اولاد کے	میرا باپ اسحال میں دیکھ اُسے
مجھے گود میں اسکے ڈالا ہے لا	کہ اسطرح سے باپ ہے وہ میرا
بہت ناز و نعمت سے پالا مجھے	میری بات کوئی نہ ٹالا اونے
اگر عشق ترا ہوتا مجھے	تو میں خاک کرتی جلاکر تجھے
تب عاقل کہا اب بھی کچھ نین گیا	تو اب خاک میں کیا ملاؤ تجھے
غرض ایسا تو جو کچھ ہوا سو ہوا	میرا یار تو مجھ سے آکر ملا
یہہ باتوں کے کرنیکے بعد از ستی	پری نے یہہ عاقل سے کہنے لگی
کہ اے شہ عاقل ہے حاضر طعام	اگر بولے تو تو منگاؤں تمام
ہے عاقل کہا یہہ پری ستی یوں	کہ میں شاہ ہوں کر کے سمجھی سو کیوں
پری نے کہی ہے پھر عاقل ستے	ہمارے سے بھی بات کہیں ہے چھپی
کہ پھول لینے تیرے ملک میں	ہمیشہ ہیں آتے تیرے ملک میں
تیرے ملک کا نام مگریاں ہے	تو عاقل تیری یہہ سن و سال ہے
تیرے باپ کا نام مسعود شاہ	تری ماں کا یہ نام اے بادشاہ
یہہ عاقل نے سنکر تعجب کیا	سو پھر اسکے بعد از سے سہنے لگا
پری اس لئے پھر منگائی ہے طعام	جو دستر بچھاکر چنائی ہے طعام
مرصع کا طشت آفتابہ لے آ	وہ عاقل کے پھر ہات کتین دھولا

پری نے جو عاقل کو کھانا کھلا	دئے ہات سے اپنے بیئرا بنا
اونے پان کھاکر پری سے کہا	مجھے حکم دے تاکہ میں جاؤنگا
پری بولی جانے ندونگی تجھے	کہ تو باپ کا غم بھلایا مجھے
پری ستی عاقل نے پھر یہہ کہا	میرے تیئں تو اسوقت دینا رضا
کہ میں آتا ہوں پل میں جاکر شتاب	نہیں تو میرے کام ہووینگے خراب
پری بولی اس شرط سے میں رضا	تجھے دیتی ہوں ۳ پہر کی رضا
اگر وعدہ جھوٹا تو اپنا کیا	میرے ہات سے بچ کہاں جاویگا
وہ وعدے پہ عاقل نے راضی ہوا	پری کا ہے حکم باہر چلا
سبھی اس ذرونکو وہ گنتا چلا	یکایک جو اس ہُد کی باہر ہوا
دیکھا خلق کتیں ہے زیر و زبر	وہ سائیس سے پوچھا ہے یوں نامور
سبب کیا کہ یہہ خلق ہراسان ہیں	تفکر سے سارے پریشان ہیں
وہ سائیس اسطرح ستی کہا	کہ حضرت لئے خلق ہے گھابرا
یہ باتیں اٹھے تک وہ عامل نے آ	ملا ہیگا عاقل ستے اوس جگہ
کہا ہم تو دھونڈتے ہیں حضرت کتیں	سبھی شہر کو ٹل اوپر کرو ہیں
ہے شکر خدا جو کہ حضرت ملے	کہو آپ ہم سے کہاں تھے گئے
تب عاقل کہا کوہ پر میں چڑھا	کہ جنگل میں لینے کتیں کو ہوا
پھر عاقل نکل وہاں سے گھر کو گیا	وہ لوگوں نے کھانے کو حاضر کیا
کہا اشتہا وہ میرے تئیں نہیں	یہہ لا سو جا سو رہا ہے وہیں
جو کئے وقت کے بعد زان وہ اٹھا	نماز ظہر سے وہ فارغ ہوا
وہ عامل کتئیں کو بلا بعد زان	لگا بولنے عاقل نوجوان
کیا تھا مجھے حکم وہ بادشاہ	میں ایک حکم اوسکا لے آیا بجا
ہوں اب حکم دویم کے پے میں لگا	خیال اب تمہیں میرا چھوڑو ذرا
میرے آنے کی کچھ جستجو	اب ہرگز نہیں کوئی بھی مت کرو
کہ جب چاہے جی میرا تب آؤنگا	ہے جب جی منگے میرا تب جاؤنگا
جو کرنیکے کاماں ہیں کراو تمہیں	میں جب آؤنگا تب کہو میرے سے

نظر بند کو ایک عرضی لکھو   کہ میں اژدھا کو جو مارا ہوں سو
دیکھا کر مجھے تم روانہ کرو   کہ شاہ فکر سے ہوگا در جستجو
یہ بولا سو گھوڑے پہ ہو کر سوار   چلا ہے وہ ہد کے طرف نام دار
وہاں جا کے گھوڑے سے اترا ہے وہ   نفر سے اسطرح بولا ہے وہ
یہ گھوڑے کتئیں اب تو گھر لیئے جا   بھی کل صبح پھر او سکتئیں لیکے آ
یہ بولا سو اسکو روانہ کیا   وہ سائیس دسنے سے جب رہگیا
تب عاقل نے دروازوں کا رُخ لیا   دیکھا من چلا وہ دران کھولتا
مرصع کے جب در کھولا ہے جا   عجائب او سے وہاں سمایا دسا
جھاڑوں کی سبزی وہ ٹھنڈی ہوا   کہ تب دو گھڑی دن تھا باقی رہا
پریاں اپنے کتئیں نہا اور سنگار   لگیاں پھر نے چمنو نمین وہ خوش فگار
سنواری تھی اپنے کو وہ بھوں پری   ہو عاقل کی وہ منتظر تھی کھڑی
وہ سولا سے اپنے کو کر کے سنگار   وہ بارا سے ابرنگ کے او سپہر بہار
وہ چمنا میں پھرتی تھی بیقرار   وہ عاقل کی تھی منتظر دل فگار
جو عاقل گیا دیکھتا یہ بہار   پری دوڑی دیکھ اسکتئیں یکبار
کہی اسکو کیوں تو لگایا ہے دیر   کیا جھوٹا کیوں وعدہ تو اے دلیر
کہا میں تھا ماندا سو جا سو رہا   اوٹھا سو ترے پاس آیا چلا
سو عاقل کا پھر وہ پکڑ لیکے ہات   چلے پھر نے وہ باغمیں سات سات
لگے گاتنیاں گانیکو ایکبار   سمایا عجب وہاں ہوا اور بہار
ہے جب شام کا وقت ہونے لگا   پری ستی عاقل نے تب یہ کہا
چلو گھر کے تئیں تم ہوی ہے جو رات   پری بولی خوب ہے چلو تم بھی سات
کہ یہ دونو پہنچے ہیں جب گھر میں آ   ہوئی رُوشنی گھر میں سب جا بجا
پریاں آ کے دستر بچھایاں تمام   چنیاں اسپہ خاصے کا لے آ کے طعام
دو دونوں نے کھانے کتئیں کھائے ہیں   کہ نعمت کا دونوں مزا پائے ہیں
جو پھر پاندان کو منگائی پری   سو عاقل کو بیڑا کھلائی پری
طوائف جو پھر ناچنے آئے ہیں   لگے ناچنے اور گانے کتئیں

کہ جب دو پہر شب گزر کر گئی   سو برخواست مجلس پری نے کئی
پری بولی عاقل کتئیں بر مارا   چھپر گھٹ پہ سو آمیرے بادشاہ
تب عاقل نے بولا کہ نا سوئینگا   کہ میں تخم عصیان نہ بوئینگا
میں سو جاہوں مسند کے تکیہ کو لے   چھپر گھٹ کی حاجت نہیں ہے مجھے
پری نے جب عاقل ستی یہ سنا   چھپر گھٹ منگا ہے ایک دوسرا
بچھائی منگا کر چھپر گھٹ کو جو   مرصع کا سارا چھپر گھٹ تھا او
چھپر گھٹ مرصع کا تھا لے بھا   تب عاقل لئے دو بچھانے منگا
سہیلیاں کتئیں وہ کئی تھی یقین   پری اپنے سوئی چھپر گھٹ پہ آ
بجے صبح کے تین وہ دونو اٹھے   نماز و تلاوت سے فارغ ہوئے
اسیطرح سے پھر منگائے طعام   اسی طرح شب کو کھلائی طعام
تب عاقل پری سے رضا پھر منگا   پری بولی عاقل کو اے بادشا
رضا دیتی ہوں پر میری بات سن   میرے پاس رہ آٹھ دن بے سخن
تو یہ آٹھ دن کہیں بھی باہر بجا   تیرے عشق سے دل میرا ہے بھرا
تجھے دیکھنا دل کو ہے میرے سکھ   تجھے دیکھکر سب بولے اپنا دکھ
پری سے یہ عاقل نے سنکر کہا   میں آتا ہوں کر بندوبست اب تو جا
رضا دے مجھے اب تو جاتا ہو نمیں   کل کے دو پھر وقت آتا ہو نمیں
کہ میں جا کے تاکید کر سب کتئیں   جو پھر آٹ دن آ کے رہتا ہو نمیں
کہ میں جا کے تاکید کر سب کتئیں   جو پھر آٹ دن آ کے رہتا ہو نمیں
یہ سنکر پری نے دی ہے رضا   سو عاقل نے خوش ہو کے باہر گیا
پھر عاقل نے عامل سے آ کر ملا   نظر بند کے خط کتئیں کو پڑا
وہ عرضی کا مضمون اسطور تھا   کہ مارا تھا جس طور سے اژدھا
جو بصرے کا روداد تھا سو سبھی   مگر نیں لکھا تھا سو حال پری
پھر عاقل نے عرضی روانہ کیا   غرض پہنچی یہ جوشہ کو جا
نظر بند جو عرضی مطالعہ کیا   سب ارکان دولت کو اپنے بُلا
کہا یہ پڑو کیا ہے عاقل لکھا   وہ خط پڑھ کے اپنے دئے سر جھکا

انہوں کو ہوئی ایسی شرمندگی
کہ دشوار ہوا ان کو پھر زندگی

عرق ریزہ سب ہو گئے ایک بار
سمن سے نظر بند کھا یوں پکار

اسے میں نہ چاہوں تو چاہوں کے
اب سے زیادہ بڑاؤں اسے

یہہ سب لوگ ہونگے نمک حرام
کہ وہ خیر خواہ ہے میرا نیک نام

سمن بولا وہ دل سے ہے خیر خواہ
اوسے دوست جانو اے عالم پناہ

یہاں کی تو یہ ہو چکی گفتگو
ذرا حال عاقل کا اب تم سنو

کہ عاقل نے کر بندوبست اپنا تب
وہیں اپنے کر کے وہ کاموں کو سب

کہا آٹھ دن میں نہیں آؤنگا
کہ میں شاہ کے کام پر جاؤنگا

تمہیں دیکھ لو یہاں کے سب اپنے کام
میں جب آؤنگا تب کہے جو تمام

یہ کہکر اونے تھوڑا اسو کر اوٹھا
اوسی ہُد کتین کو پھر عاقل چلا

پھر عاقل نے سائیس کتیئں کو کہا
تو ہر صبح اسبحا پہ گھوڑے لے آ

یہ بولا سو پھر ہُد میں داخل ہوا
پری آ کے لیگئی اوسے پیشوا

خوشی ستی وہ دونوں رہنے لگے
وہ پھر ایک کو ایک چھنے لگے

پھر ایک روز عاقل کو بولی پری
کہ نہائی نہیں میں بہت دن ستی

نہانیکو جاتی ہوں اے بادشا
تو اس جا اکیلا رہیگا خفا

میں کنجیاں تجھے دیتی ہوں اب منگا
تو سب کو کوٹھریاں دیکھ پھر جابجا

نہ کھولے جو تو بیچ کی کوٹھری
یہ بولی سو کنجیاں منگا کر دئی

گئی بعد ازاں وہ تھانے کتیئں
پھر عاقل نے کنجیوں کو لے جلد دین

وہیں کھولا ہے جا او نہیں کوٹھری
کرے منع ہتی جسکے تیئں کو پری

کہ عاقل نے جا وہاں جو دیکھا تو کیا
ہے ایک جھولا اسجائے پر جھولتا

ایک عورت کتئیں طوق و زنجیر کس
وہ جھولے میں ڈالے ہیں اوسکو جکڑ

وہ صورت میں عورت بہت ہے حسین
اوسے دیکھ عاقل ہوا ہے غمگین

جھولاتیاں ہیں اسکو بہت عورتان
وہ عاقل کتین دیکھ سب غش کر کیان

وہ قیدی بھی عشق کھادے ہے ایکبار
یہہ حالت کو دیکھ عاقل ہو ہوشیار

کہ جلدی سے چھوڑ کا ہے قیدی پر آب
چھوڑ کنے سے ہشیار ہوئی وہ شتاب

پھر عاقل نے اوس زن سے کہنے لگا
یہہ کیا حال ہے کہہ مجھ سے ذرا

تو کون اس خرابی میں ہے بول دے
میرے پر تو اس راز کو کھول دے

اوسے دیکھکر اسکو ہمت ہوئی
سب احوال اپنا وہ کہنے لگی

کہا جو سمن تھا سو بولی تمام
کہ نرگس پری بولی ہے اپنا نام

حقیقی بہن پھول پری کی ہونمیں
رکھے قید کر اقربا میرے تیئں

کوئی جا پری کو کہئے ہیں خبر
پری نے نہانیکو موقوف کر

پری کو جو غصہ ہوا ہے زیاد
وہ عاقل کے پاس آئی مانند باد

پری کی جو آمد کو دیکھا ہے او
سو نرگس پری سے کہا جلد او

ترے دوست سے میں ملاؤں تجھے
کہ اس قید ستی چھوڑاؤں تجھے

وہ اتنے میں نزدیک آئی پری
پھر عاقل کو غصہ سے کہنے لگی

میں تاکید کیا تجھ کو تین تھے کئی
پھر اس پہ بھی تو کھولا یہہ کوٹھری

نہ تھا مجھ کو معلوم عاقل کہا
میں یہہ کوٹھری کر کے سمجھا تھا

میں سمجھا تھا وہ دوسری کوٹھری
جو سمجھتا تو نا کھولتا اے پری

یہہ بولا سو عاقل گیا گھر کتین
نہانے کتین پھر پری گئی ہے وین

نہا پہن کپڑوں کو آئی پری
سو عاقل ستی عذر کرنے لگی

میرا سب گناہ عفو کر بادشاہ
میرے تیئں تو اسو وقت میں خشم تھا

یوں عاقل کہا ہے پری سے پھرا
تیری بات سے نین نگا ہے برا

کہیں دوست کی بات لگتی بری
میری یار جانی ہے تو اے پری

اسی طرح سے پھر وہ رہنے لگے
اسی طور سے جن گزرتے اٹھے

جو عاقل ہمیشہ مکدر رہے
پری اسکتین دیکھ دل میں کہے

سبب یہہ کیا رہتا ہمیشہ خفا
میں دل کا لیوں بھید اسکے ذرا

پھر عاقل سی ایکدن پری نے کہی
خفا میں ہمیشہ تجھے دیکھتی

سبب اس کا معلوم نہیں ہے مجھے
تیرا حال دل میرے سے بول دے

پھر عاقل پری ستی کہنے لگا
تیری سا مجھے دوست کیں نہ ملا

میرا حال سارا کہوں تیرے تین
سبھی بولوں گ میں پہ اسوقت میں

کہ جب اسطرح سے ہوے آٹھ دن / پری سے کہا عاقل اے نیپٹ جن
میرے تین تو اب جانیکو دے رضا / کہ باہر بہت دن سے میں نین گیا
مجھے حکم دے تو میں اب جاؤنگا / کہ پھر اپنے وقت پر جب آؤنگا
سو عاقل کتیں دی پری نے رضا / کہی وقت پر اپنے تو جلد آ
جو عاقل نے لے حکم باہر گیا / تب عامل نے عاقل سے آکر ملا
وہ ہفتے میں جو کچھ کیا تھا سو او / کیا عرض عاقل کے سب روبرو
یہہ عاقل نے سنکر بہت خوش ہوا / جو پھر کام کرنے کے تھے سو کہا
پھر وعدے پہ عاقل نے ہُد میں گیا / جو وہ پھول پری ستی جاکر ملا
اسیطرح سے دن گزرنے لگے / سو وہ پھر خوشی سارے کرنے لگے

کہ ایک رات عاقل نے سوتا جو تھا بہت بیقراری سے روتا اوٹھا

تعینات عاقل کے تھے جو پریان / یہہ حالت کتیئں دیکھ گھبرائیان
بھی جرات سے بولیان ہے عاقل کتین / کیا عرض اس شاہ کامل کتین
کہ کیا ہم سے تقصیر بھاری ہوئی / جو حضرت کو یہہ بیقراری ہوئی
تب عاقل کہا تم سے کچھ نین ہوا / میں ایکبات کریاد روتا اوٹھا
سہیلیاں نے عاقل سے سنکر جواب / اوٹھایان ہے جا پھول پری کو شتاب
سب عاقل کا احوال بولیاں اسے / یہہ سن پھول پری آئی ہے جلدی سے
وہ عاقل کو دیکھے ہے روتا ہوا / اور آنسو ستی منہ کو دھوتا ہوا
پری بولی عاقل سے کیا غم ہوا / سہلیاں سے اے شاہ برہم ہوا
میرے ستی تو بول کیا ہے تجھے / تو بے وقت روتا سو سبب بول دے
نہ چھوڑونگی میں تیرے تیئں اب کبھی / تیرا حال جب تک سنوں نین سہی
تب عاقل کہا سن مرے حال کو / ہوا میرے سر پر سے جنجال کو
میری ناز و نعمت تو سب جانتی / میں کس کا ہوں بیٹا تو پہچانتی
قفار امیں ایکدن گیا تھا شکار / سو رہ بھول نکلا ہوں میں خوار زار
اسیطرح سے رہ بھولا ہوا / میں پھرتا حجرا میں سب جا بجا

سو ایکدن کیا حق سے رو کر دعا / سو رب نے اجابت کیا مُدعا
کہ دو شخص راہ میں میرے تین ملے / سو ہم تینوں جا روم داخل ہوے
نظر بند جو ہے روم کا بادشاہ / حضور اوسکے میں بجاکر نوکر ہوا
میرے تین وہ عزت بڑھانے لگا / اور آخر میرے تیئں وزیری دیا
جو دیکھا میں اب خواب میں اسکو سو / میرے تیئں بلاتا ہے لے نام او
بہت دن ہو تجھ کو بصرے کو جا / شتابی سے اب تو میرے پاس آ
میں اس خواب کو دیکھ روتا اٹھا / مجھے یاد آیا میرا بادشا
یہہ سنکر پری نے تعجب کی / کہ نقل اس کو عجب تر لگی
پھر عاقل پری سے یہہ بولا ہے جب / مجھے حکم دے بجاکے آتا ہوں سب
میں پھر حکم لیکر میرے شاہ کا / ملونگا بہت جلدی تجھ پاس آ
پری بولی سنکر عجب تر ہے بات / بھی تو سات میرے و میں تیرے سات
تو جان جاوئیگا آؤنگی تیرے سات / بھی میں مقرر کری دلمیں بات
میں تیرے پہ عاشق ہوں اے میرے جان / نہ چھوڑونگی میں تیرے تیئں ایک آن
وہ پھر صبح ہونے میں منہ ہاتھ دھو / نماز او وظیفہ پڑھے کر وضو
سو بعد از سے عاقل نے لیکر رضا / سفر کا سرانجام کرنے چلا
اونے جاکے باہر منادی کیا / جو عامل کتیں پھر بلاکر کہا
کہ بیجار رہنے سے دل ہوا ہے تنگ / میں شاہ پاس جاتا ہوں اب بیدرنگ
تیاری کرو تم برائے سفر / کہ ہے کوچ میرا بہت جلد تر
وہ پھر اپنے لوگونکو سارے بلا / کہا کوچ ہے آٹھوین دن میرا
تمہیں بھی سفر کی تیاری کرو / کہ تیاری میری سواری کرو
ایک ہرکارہ عاقل کو لادیا / کہ یہہ خط نظر بند کا ہے کہا
وہ خط کھول دیکھا تو عامل ہے کیا / مہربانی سے ہے نظر بند لکھا
تو بصرے مارا جو ے اژدھا / یہہ سنکر میرا دل بہت خوش ہوا
کہ تو ہیگا بے شک نمک بر حلال / بہت خوش ہوں تجھ سے اے باکمال
کہ تو کرکے سب بصرے کا بندوبست / سبھی کام تو کرکے بالا و بست

تو جمع ہو خاطر میرے پاس آ   بڑا امیں کیا ہوں تیرا امر تبا
وہ خط پڑھ کے عاقل بہت خوش ہوا   اوٹھا خط لگا آنکھوں کتین لگا
پھر عامل کو بولا ایک عرضی لکھو   یہہ سرکارے کے تم حوالے کرو
درستی سے بصرے کے کاموں کو کر   قدم دیکھونگا آپکے سر بسر
یہہ بولا سو عاقل چلاہد میں تب   یہاں لوگ تیاری کرتے تھے سب
سو عاقل پری ستی بولا ہے جا   سرانجام میں سب سفر کا کیا
تو تیاری کرتی ہیں کیا سبب   پری نے یہہ عاقل ستی بولی تب
تیاری نہیں ہم کو کچھ بھی ضرور   ہمیں اسمیں تیار اے باشعور
پری ستی عاقل کہا یہ مگر   چلینگے تمہیں بیٹھ کس میں سفر
پری ہنس کے بولی کہ ہے ایک گھر   طلا کا وہ گھر ہے مرصع کا در
میں اوس گھر میں جاؤنگی لے لوگ سات   اوسے دیو اوٹھاوینگے لے ہات ہات
جہاں میں کہونگی اوتارینگے وہ   جہاں ایک پل میں پھر آوینگے او
پریونمیں سفر کے مقرر ہے گھر   وہ ہر ایک پری پاس ہے گھر بہ گھر
یہہ عاقل نے سن کر تعجب کیا   پری سے یہ خوش ہو کے کہنے لگا
پریوں کو ہے آسان کرنا سفر   کہ وقت سفر کو یا بیٹھے ہیں گھر
پری بولی بیٹھ آ میرے سات تو   کہ ایک دن میں پہنچاتی ہوں روم کو
پھر عاقل پری سے یہ کہنے لگا   ترے سات جانا مجھے خوب تھا
ولیکن میرے لوگ ہمرا ہیں سب   رہونگا میں ساتھ انکے سن بات اب
پھر عاقل برے سے یہ کہنے لگے   نکل روبرو تو مرے شاہ کے
پرستان کے تم تماشونکے تیئں   جو لیکے ہمراہ سارو نکتین
نظر بند کتین دیکھاؤں گا میں   وہ خوش ہوگ دیکھ اس تماشونکتین
یہہ سنکر پری بولی کچھ بات ہے   مجھے عشق ہے تو تیرے سات ہے
نظر بند سے کچھ مجھے کام نین   میں اوسکا سنے نین کبھی نام نین:
نہونگی کبھی روبرو اسکے میں   مگر لے چلونگی تماشے کتتین
پھر عاقل پری ستی بولا بولا   تماشا تو دیکھے میرا بادشا

اسیطرح سے جن گئے سب گزر   رہے باقی دونوں برائے سفر
تیاری لگے کرنیکے تیئں کو پری   پدر اور خویشان کتین خط لکھی
گئی بندوبست اپنے گھر کا تخت   گئی خانہ کی کام اپنے درست
بھی بار اسے دیوان بلائی پری   محل وہ اٹھانے مقرر کری
طلا کا محل ایک درست بھی کئی   ضرورت کا سامان ہمراہ لئے
سفر کو جو ایکروز باقی رہا   یہہ عاقل نے آکر پری کو کہا
مقرر کئے کوچ کو کل ہمیں   کہو کب چلینگے میرے سے تمہیں
پری بوجیکہ تیرا کوچ ہے   تب ہمراہ بھی تیرے میرا کوچ ہے
پھر عاقل نے اپنے اسیطور آ   چھپر گھٹ کے اوپر وہ جا سو رہا
سہیلیان سے عاقل نے اتنا کہا   مجھے ۳ پھر رات سے دیوار اوٹھا
کہ جب ۳ پھر رات کا وقت ھوا   سہلیان اوٹھائے ہیں عاقل کو آ
پری کو بھی جاکر اوٹھایان ہے او   یہ دونو نے جلدی سے منہ ہات دھو
پری نے کہی جلد عاقل کو آ   کہ تو ناشتہ کر لے اے بادشا
نہیں تو تو بھوکا رہیگا یقین   کہ کھانا ملینگا تجھے کل نہیں
پھر وہ کھانا کھائے ہیں دونو نے جب   سو عاقل پری سے یہ بولا ہے سب
کہ جاتا ہوں نمیں تجھ کو حافظ خدا   تو کب آئینگی بول مجھ کو بتا ذرا
پری بولی جب جا کے اتریگا تو   کہ منزل میں جب وقت پہنچیگا تو
خبر تیرے تیئں کو ملے جائیگی   میں جا اتری ہوں وہاں سے کہلاؤنگی
وہ دیؤدن کے تیئں بلائی ہے او   اور عاقل کتین کو دکھائی ہے او
او نہیں دیکھ عاقل بہت ڈر گیا   نہایت ہے دلمیں ہراسان ہوا
پری کو پھر عاقل نے کہنے لگے   بہت دیو ہمراہ ہینگے ترے
مبادا یہہ کھاجاوے لشکر کتین   پری ہنس کے بولی کہ اے شاہ میں
یہہ مقدور نین دیکھنیگے آنکھ اوٹھا   میں بتی نکال اور دیؤنگی جلا
بلائی یہہ دونونکو اس واسطے   کہ تو دیکھ ان کو پچھانت رکھے
یہہ ہو آدمیان آینگے تیرے پاس   کہ عالم کو تاکہ نہووے ہراس

خبر میری آکر کرینگے انہو	تمہیں انکتیئں دیکھ کر سمجھیو
پھر عاقل پری ستی خصت ہوا	سوار ہونے آیا ہے باہر چلا
جو وہاں جاکے دیکھا تو کہا شیر نر	کہ اپنے ہی ہینگے سبھی منتظر
پھر اتنے میں بصریکا عامل جو تھا	سو عاقل کتیں آکے مجرا کیا
تب عاقل نے عامل سے کھنے لگا	جو لوگاں کئے کام ہیں بادشاہ کا
دوپٹے اور پگڑیاں تم انکو دلاؤ	کڑے سونے اوپے کے سبکو پہناؤ
وہ عامل نے عاقل سے یہ عرض کئے	کہ خاصی سواریکو ہے نال کی
وہ عامل نے ان سبکتیں لادیا	جو عاقل نے تھا حکم اس کو کیا
اب حضرت ہوویں خود بدولت سوار	یہہ عامل سے سن عاقل نامدار
کہا مجھ کو گھوڑا سواریکو بس	کسی چیز کی دلمیں نین ہے ہوس
سو گھوڑے کتیں پھر وہ اپنے منگا	سوار اوسکے اوپر جو عاقل ہوا
کیا حکم پھر فوج کتیئں تمام	کہ آگے چلیں جاوے سب خاص و عام
پھر عامل سے بولا کہ اے نیک نام	بحال ہے تیرے پر یہہ بصرے کا کام
میں شاہ سے کرونگا تری سب ثنا	میرے تیئں تیرا کام کل خوش لگا
جو پھر پاندان اور دوشالہ منگا	وہ عامل کتیں کو دیا ہے اوڑا
خوشی سے وہ آداب لا بجا	اور عاقل کی تعریف کرنے لگا

دربیان روانہ شدن عاقل وزیر و پھول پری بشہر روم نز نظر بند شاہ

جو بصرے سے عاقل روانہ ہوا	سو عامل بھی ہمراہ ہوا اسکے چلا
پھر عاقل نے دیکھ اسکو کھنے لگا	قسم سر کی میرے تو ھمراہ نہ آ
خوشی ستی بصرے میں جو جا تو شتاب	جو کچھ ہے سو وے بھیج فرح حساب
چلا عاقل نے ہیگا تسلیم کر	یہہ قسطنطنیہ چلے سر بسر
غرض دس گھڑی دن کو پہنچا ہے جا	وہ لشکر میں جو اپنے داخل ہوا
بلاچوکی داور نکو بولا ہے او	کہ دو اجنبی شخص اگر آئے تو
نہ اٹکا کے مجھ پاس لے آؤ تم	خبر مجھ کو جلدی سے کرواؤ تم

وہ پھر حکم احکام کرنے لگا	ضرور اس کو جو جو کے تھا سو کہا
سنا سو یہہ عاقل نے بولا بلاؤ	میرے روبرو انکتیئں جلد لاؤ
غرض ان کو عاقل کے وہاں لیچلے	سو وہ روبرو آکے مجرا کئے
تب عاقل نے دربار برخواست کر	چلا انکو ہمراہ لے شیر نر
وہ گھر جاکے دونوں نے بتلادیا	یہہ عاقل نے دیکھ اسکو حیرت کیا
تمامی وہ گھر تھا طلائی بنا	مرصع کا سارا ہوا کام تھا
خبر پھر یہ عاقل کو پہنچائے ہیں	کہ وہ اجنبی شخص دو آئے ہیں
پھر اطلس کا پردہ تھا دروازہ پر	کھڑے لوگ تھے وہاں صفاں باندکر
کئے سارے تسلیم عاقل کو آ	پھر عاقل نے اس گھر میں داخل ہوا
دیکھا آکے آکر کھڑی ہے پری	وہ عاقل کتیئں دیکھ کر ہنس پڑی
پری نے پکڑ ہاتھ عاقل کا تب	دیکھائی وہ گھر میں پھر اسکو سب
وہ گھر دیکھ عاقل بہت خوش ہوا	پری سات حیرت سے کھنے لگا
سفر کا نہیں رنج تم کو ذرا	تمھارے تیئں آرام ہیگا سدا
پری بولی عاقل اے بادشاہ	یہہ ناحق کے تو رنج میں کیوں پڑا
ہے مشکل تجھے اسپ ہونا سوار	سفر کر میرے سات اے میرے یار
پھر عاقل کہا مجھ کو مطلوب نین	میرے لوگوں کو چھوڑنا خوب نین
میرے حق میں سب ہووینگے بدگمان	مجھے بولینگے سحر گر بیگمان
پری بعد کھانا منگائی ہے وین	دونوں ملکے کھائے ہیں کھانے کتیں
پری نے منگائی ہے جب پاندان	رکھے روبرو شہ کے تب پاندان
پری چاہی پھر ناچ کرنیکے تیں	تب عاقل نے بولا پری ستی وین
سفر میں پریوں کو نہیں ہیگا رنج	ہے آرام دیکھو کہیں ہیگا رنج
میں ماندا ہوں اب سونے دے میرے تیئں	کہ اوٹھنا پھر رات سے ہے میرے تیئں
غرض اونے سو یار ضا لیکے جا	پری سوئی اپنے بچھونے پہ آ
نہیں ناچ دیکھا پری نے ذرا	سوا دوست ناچ اس کو نین خوش لگا
پھر عاقل نے جب وقت ہوشیار ہوا	وہ کل کے طرح کوچ وہاں سے کیا

وہ اترا ہے منزل میں پھر اپنے جا
پری کو اٹھا کر منگا ہے رضا

پری نے کرائے اوسے ناشا
دکھانا کھلا کر دی تھی رضا

تب عاقل نے پھر وہاں سے باہر گیا
اسی طرح آئی پری اوس جگا

وہی طور دو آدمیاں آئے ہیں
خبر لا کو عاقل کو پہنچائے ہیں

اسیطور سے عاقل نام دار
رہا اس جگا عاملِ کام گار

سفر اسطرح سے وہ کرنے لگا
کہ جب سر حد روم داخل ہوا

عرض داشت عاقل نظر بند کتئیں
لکھا اور روانہ کیا جلد وین

قدم دیکھنے پھر کے آیا ہوں میں
فلانے جگہ آ کے اترا ہو نمیں

نظر بند خط پڑھ بہت خوش ہوا
سو عاقل کو خط اسطرح کا لکھا

پھر عاقل وہ منزل میں اترا ہے جا
کہ ایک روز تھا روم کا راستہ

پری نے تب عاقل کو نا کر خبر
پریاں اپنے بلوائی دو معتبر

کھی تم نظر بند کتیئن دیکھو جا
بہت غور و دریافت کر کر ذار

خبر کا نہیں آ کے بولو مجھے
وہ دونوں پری سے لے رخصت چلے

وہ دیکھیاں سو آ کر یہ بولیاں سخن
نظر بند تو نین مرد لیکن ہے زن

کہیں اس کی صورت کا کیا ہم حساب
ہے وہ ماہ جون پنجۂ آفتاب

سہیلیاں کھڑیاں کر دے اسکے پاس
کہ ہے دوستی دونو نمیں بے قیاس

پری نے یہہ سن قصہ حیران ہوئی
بہت دلمیں اپنے پریشان ہوئی

پری پاس عاقل نے جا کر کہا
ملونگا علی الصباح مس شہ سے جا

پری نے یہ عاقل سے سنکر ہنسی
نظر بند کا احوال کہنے لگی

سبھی اوس سے پوچھے نظر بند کا حال
لگی دونو نمیں ہونے وہاں قیل و خال

تب عاقل سے کہنے لگی ہے پری
عزیز ہے تری مجھ کو خاطر تری

تیرے شاہ کے سامنے ہوونگی
رہونگی مسین اَور ونسے گوشہ ستی

پری سے تب عاقل نے ہنس کر کہا
میرے دلمیں تھا سو غرض یہ سدا

وہ دون نے اسطرح باتین کئے
اور آپسمیں پھر مل کے ہنسنے لگے

تب عاقل سے کہنے لگی ہے پری
جواہر تو نین پہنتا ہے کبھی

غرض پہن تو کل جواہر بھلا
کہ تا خوش ہووے دیکھکر شہ تیرا

کہ ہے خوبصورت تیرا بادشا
تو اپنے کو بھی خوبصورت بنا

جو ثانی نہیں حسن میں کوئی تیرا
دو چندان تیرا حسن پھر ہوویگا

تب عاقل لگا عذر کرنے کتئین
نہیں پہنونگا کچھ جواہر تو میں

یہہ معمول میرا میرے تین ہے بس
جواہر کی مجھ کو نہیں ہے ہوس

پھر عاقل سے کہنے لگی ہے پری
خوشی مجھ کو منظور اب ہے تیرے

غرض رات کتین وہ کھانیکو کہا
دونو سودے اپنے بچھونے پہ جا

غرض رات کتین وہ کھانیکو کہا
دونو سودے اپنے بچھونے پہ جا

پری پچھلے شب سے اوٹھی ایکبار
سو عاقل کو آ خود کئی ہوشیار

پھر عاقل نے ہشیار جلدی سے ہو
وہ دھوہات اور منہ کیا ہے وضو

پری نے کرائی اوسے ناشتا
تب عاقل پری سے یہہ کہنے لگا

نظر بند کے پاس میں تو چلا
مجھے بول اتریں گی تو کس جگہ

پری بولی جان خوش لگے میرے تین
اتر کر کرونگی خبر تیرے تیئن

پھر عاقل پری سے یہ کہنے لگا
سلام اب تیرا شہ سے کہتا ہوں جا

پری بولی کچھ مجھ کو درکار نین
نظر بند سے کچھ مجھے کار نین

کہ وہ ہو تا ہیگا تیرا بادشا
میرے تین نہیں کام اسے ذرا

یہہ کہہ کر پری نے ہنسی کھل کھلا
سو عاقل نے سات اسکے ہنسنے لگا

پری سے تب عاقل لیا ہے رضا
وہ دیکھا ہے باہر جو آ کر تو کیا

ہو سب فوج ہے کوچ کتین تیار
اور اپنی بھی کرتے ہیں بس انتظار

تب عاقل نے ان سب کہنے لگا
میں جاتا ہوں شہ پاس نتھا ملا

تم آہستہ آہستہ آؤ بھلا
یہہ بولا سو گھوڑے پہ عاقل چڑھا

Printed by
Royapettah Stationery and Printing and Allied Products
Producers Indl. - Co-op Society Ltd.
26, Koya Arunagiri First Street Royapettah
Madras - 600 014. ☎ : 86 56 70

Printed by

Royapettah Stationery and Printing and Allied Products Producers Indl. - Co.op Society Ltd.

26, Koya Arunagiri First Street Royapettah

Madras - 600 014. ☎ : 84 56 70

Printed by

Royapettah Stationery and Printing and Allied Products Producers Indl. - Co.op Society Ltd.

26, Koya Arunagiri First Street Royapettah

Madras - 600 014. ☎ : 84 56 70